هفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۲ر جمادی الاول ۱۳۸۵ھ
۱۰ر ستمبر ۱۹۶۵ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَیْنِ الْاِنْسَانِ حَتّٰی نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ، فَلَمَّا نَزَلَتَا اَخَذَ بِہِمَا وَتَرَکَ مَا سِوَاہُمَا، رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنّات اور انسانوں کی نظر لگنے سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سورہ قل اعوذ برب الفلق اور سورہ الناس نازل ہو گئیں۔ جب یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں تو آپ نے ان دونوں کو اختیار کر لیا۔ اور ان کے علاوہ چیزوں کو ترک کر دیا۔ ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن ہے۔

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مِنَ الْقُرْاٰنِ سُوْرَۃٌ ثَلَاثُوْنَ اٰیَۃً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰی غُفِرَلَہٗ، وَہِیَ: تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ"، رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ، وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوٗدَ: "تَشْفَعُ"

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم میں ایک سورت تیس آیات کی ہے۔ اس نے ایک شخص کی سفارش کی۔ یہاں تک کہ اس کی بخشش کی گئی۔ اور وہ سورت "تبارک الذی بیدہ الملک" ہے۔ ابو داؤد و ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور ابوداؤد نے روایت میں "شفعت" (ماضی) کے بجائے "تشفع" (مضارع) ہے یعنی وہ سورت سفارش کرتی رہی۔

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "قَالَ مَنْ قَرَاَ بِالْاٰیَتَیْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ فِیْ لَیْلَۃٍ کَفَتَاہُ"، مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

قِیْلَ: کَفَتَاہُ الْمَکْرُوْہَ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ، وَقِیْلَ کَفَتَاہُ مِنْ قِیَامِ اللَّیْلِ۔

ترجمہ: حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جس شخص نے ایک رات میں سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھیں تو وہ اس کو کفایت کر جائیں گی۔ (اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کیا)

امام نووی بیان فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر برائی سے اس کو کفایت کر جائیں گی اور کہا گیا ہے۔ کہ قیام لیل سے کافی ہو جائیں گی۔

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "یَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِیْ اَیُّ اٰیَۃٍ مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ مَعَکَ اَعْظَمُ؟ قُلْتُ: اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ، فَضَرَبَ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ: "لِیَہْنِکَ الْعِلْمُ اَبَا الْمُنْذِرِ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوالمنذر! کیا تم کو معلوم ہے کہ کتاب اللہ میں سے کون سی سب سے اعظم (بڑی) آیت تیرے ساتھ ہے۔ میں نے عرض کیا "اللہ لا الٰہ الا ہو الحی القیوم" (آیت کرسی) (یہ سن کر خوشی سے) حضور نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور ارشاد فرمایا کہ اے ابوالمنذر! تم کو علم مبارک ہو۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَفِظَ عَشْرَ اٰیَاتٍ مِنْ اَوَّلِ سُوْرَۃِ الْکَہْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ"، وَفِیْ رِوَایَۃٍ: "مِنْ اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْکَہْفِ" (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو ابتدائے سورۂ کہف سے دس آیتیں حفظ (یاد) کرے گا وہ دجّال سے محفوظ رہے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جو آخر سورۂ کہف کی دس آیتیں یاد کرے گا۔ (وہ فتنۂ دجّال سے محفوظ رہے گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: بَیْنَمَا جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِعَ نَقِیْضًا مِنْ فَوْقِہٖ فَرَفَعَ رَأْسَہٗ فَقَالَ: ہٰذَا بَابٌ مِّنَ السَّمَآءِ فُتِحَ الْیَوْمَ وَلَمْ یُفْتَحْ قَطُّ اِلَّا الْیَوْمَ فَنَزَلَ مِنْہُ مَلَکٌ فَقَالَ: ہٰذَا مَلَکٌ نَزَلَ اِلَی الْاَرْضِ لَمْ یَنْزِلْ قَطُّ اِلَّا الْیَوْمَ فَسَلَّمَ وَقَالَ: اَبْشِرْ بِنُوْرَیْنِ اُوْتِیْتَہُمَا لَمْ یُؤْتَہُمَا نَبِیٌّ قَبْلَکَ: فَاتِحَۃُ الْکِتَابِ وَخَوَاتِیْمُ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ، لَنْ تَقْرَاَ بِحَرْفٍ مِّنْہَا اِلَّا اُعْطِیْتَہٗ، (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اوپر سے کچھ آواز سنائی دی۔ حضرت جبریل نے سر اٹھا کر دیکھا۔ اور کہنے لگے کہ آج آسمان کا ایک دروازہ کھولا گیا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا تھا۔ اس کے بعد اس دروازے سے ایک فرشتہ نازل ہوا۔ پھر جبریل نے کہا کہ یہ فرشتہ زمین پر نازل ہوا ہے جو آج سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا۔ اس نے آپ کو سلام کیا اور کہا کہ بشارت حاصل کیجئے۔ ایسے دو نوروں کی جو آپ کو دئے گئے۔ آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دئے گئے (ایک) فاتحۃ الکتاب (دوسرے) سورہ بقرہ کی آخری آیات، ان میں سے آپ ایک حرف بھی نہیں پڑھیں گے۔ مگر اس کا ثواب آپ کو ضرور دیا جائے گا۔

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰہِ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ، وَیَتَدَارَسُوْنَہٗ بَیْنَہُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْہِمُ السَّکِیْنَۃُ، وَغَشِیَتْہُمُ الرَّحْمَۃُ وَحَفَّتْہُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ، وَذَکَرَہُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

صدر پاکستان کا اعلان حق

صدر محمد ایوب خاں نے اپنی ماہانہ نشری تقریر میں بھارت کو انتباہ کیا ہے کہ آزاد کشمیر میں پونچھ، روڑی، سیکٹر اور دوسرے مقامات پر جو جارحانہ کاروائی بھارت کی طرف سے کی گئی ہے اُس کو ہرگز برداشت نہیں کیا جا سکتا اور اس کو منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔ انہوں نے فرمایا کہ بھارت نے کئی ماہ سے کشمیر میں جنگ بندی لائن پر فائرنگ کا جو سلسلہ شروع کر رکھا تھا اب اس نے سنگین صورت اختیار کر لی ہے۔ بعض مقامات پر دونوں ملکوں کی فوجوں میں جھڑپیں بھی ہو چکی ہیں، اور اب کشمیر میں جنگ کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے آج اس وقت جبکہ میں آپ سے مخاطب ہوں کشمیر میں جنگ کا اندیشہ پیدا ہو چکا ہے۔ جس پر بھارت ہمیں مجبور کر رہا ہے۔ صدر ایوب نے مجاہدین کشمیر کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔ اور اپنی مکمل حمایت کا یقین دلایا۔ انہوں نے کہا کہ مجاہدینِ آزادی نے اب تک حیرت انگیز کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اُن کے کارنامے یقیناً دُنیا کے مختلف حصوں میں آزادی کی جنگ لڑنے والی قوموں کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ بھارت کو جان لینا چاہیے کہ ایک بہادر اور اولوالعزم قوم کے جذبۂ حریت کو طاقت اور ظلم و تشدد سے کبھی نہیں دبایا جا سکتا اور اگر طاقت کے ذریعہ قوموں کی قسمتوں کے فیصلے ہوا کرتے تو آج افریقہ اور ایشیا کا کوئی ملک آزاد نہ ہوتا۔ انہوں نے واشگاف الفاظ میں اور ببانگ دُہل یہ اعلان کیا کہ ایسے حالات میں جب کہ حریت پسند مقبوضہ کشمیر میں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہے ہیں اور بھارتی فوج اُن پر ہر قسم کا جبر و تشدد کر رہی ہے اگر پاکستان یا آزادئ کشمیر کا کوئی شخص ان کی مدد کے لئے جائے تو بھارت اس پر کیسے اعتراض کر سکتا ہے۔ چنانچہ پاکستان اس سے زیادہ کچھ نہیں کر رہا ہے جو اس نے عہد کر رکھا ہے اور وہ عہد یہ ہے کہ کشمیری عوام کو حق خود ارادیت دلایا جائے گا۔

ہمیں اپنے باوقار صدر اور دُنیا کے عظیم جرنیل فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے بیان سے حرف بحرف اتفاق ہے، انہوں نے اپنی تقریر میں پاکستانی قوم کے جذبات کی مکمل ترجمانی کی ہے، ان کا ایک ایک لفظ ان کے عزم و استقلال دانشمندی، جرأت، بیباکی اور اسلامی غیرت و حمیت کا آئینہ دار ہے اور اس سے پاکستان کا وقار اقوام عالم میں بفضلِ ایزدی بلند ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس بیان کو ملک کے ہر طبقہ خیال نے سراہا اور صدر کی جرأت و فراست کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ لیکن اس تقریر کو خراجِ تحسین پیش کرنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ ملک کا بچہ بچہ جہاد کے لئے تیار ہو جائے اور قدمے، سخنے درمے ہر طرح سے حکومت اور مجاہدین آزادی کی پوری امداد کرے۔ صدر آزاد کشمیر کے ارشاد کے مطابق اس وقت محاذ جنگ پر جو سراسر پہاڑی علاقہ ہے

نا تجربہ کار شہری رضاکاروں کی ضرورت نہیں بلکہ مجاہدینِ کشمیر اور اُن کے لواحقین اور شہدائے کشمیر کے لاوارث گھرانوں کے لئے ضروریاتِ زندگی کی فراہمی ضروری ہے۔ چنانچہ جس حد تک ہو سکے ہر شخص کو ان کی مالی اعانت کرنی چاہیے، بالخصوص آزاد کشمیر اور پاکستان کے تاجروں صنعت کاروں اور سرمایہ داروں کو بڑی دریا دلی کے ساتھ رقوم اور ضروریاتِ زندگی بھیجنی چاہئیں۔ اس کے علاوہ اپنے آپ کو ہر گھڑی جہاد کے لئے تیار کرنا چاہیے۔

یاد رکھیئے! اگر اس وقت آپ نے کوتاہی کی، جہاد کی راہ سے منہ موڑا مال و دولت کو ملک و قوم اور اسلام کی عزت سے زیادہ عزیز جانا تو وہ وقت دُور نہیں جب کہ آپ اللہ کے رُوبرُو پیش ہوں گے اور آپ سے ان سب چیزوں کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

قرآن عزیز پکار پکار کر کہہ رہا ہے:-

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَ اَبْنَآؤُکُمْ وَ اِخْوَانُکُمْ وَ اَزْوَاجُکُمْ وَ عَشِیْرَتُکُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَ مَسٰکِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝

(پ ۱۰ سورہ توبہ آیت ۲۴)

ترجمہ:- کہدے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو۔ اور مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو۔ تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیارے ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے۔ اور اللہ تعالےٰ نافرمانوں کو راستہ نہیں دکھاتا۔

مطلب یہ ہے کہ اگر یہ تعلقات زیادہ عزیز ہیں تو اللہ تعالےٰ کے عذاب کا انتظار کرو۔

اللھم لا تجعلنا منھم

(آمین)

۶ جمادی الاوّل ۱۳۸۵ھ بمطابق ۳ ستمبر ۱۹۶۵ء

جُملہٗ عبادات

جہاد کی عملی ٹریننگ ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وَ کفیٰ وَ سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ، اما بعد ،
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمٗ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

لَا یَسْتَاذِنُکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یُّجَاھِدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ ط وَاللّٰہُ عَلِیْمٌۢ بِالْمُتَّقِیْنَ ○ اِنَّمَا یَسْتَاذِنُکَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُھُمْ فَھُمْ فِیْ رَیْبِھِمْ یَتَرَدَّدُوْنَ ○

(پ ۱۰ س توبہ آیت ۴۴-۴۵)

ترجمہ :- جو لوگ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ تم سے رخصت نہیں مانگتے اس سے کہ اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں اور اللہ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے۔ تم سے رخصت وہی مانگتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور اُن کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ سو وہ اپنے شک میں بھٹک رہے ہیں۔

بزرگانِ محترم ! مندرجہ بالا آیت میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ جہاد سے بیٹھ رہنے کے لئے بہانے تلاش کرنا اور رخصت کی درخواست کرنا اوّل درجہ کی بے ایمانی اور منافقت کی نشانی ہے۔ کیونکہ ایمان اس کی اجازت نہیں دیتا کہ اللہ کے حکم سے بچنے کے لئے عذر تلاش کئے جائیں۔ چنانچہ جو لوگ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ کبھی اپنے جان و مال کو اللہ کی حکم برداری سے آگے بڑھ کر عزیز نہیں رکھتے۔ بلکہ وہ تو انتظار کرتے رہتے ہیں۔ کہ کب موقع آئے اور کب ہم اللہ کے لئے مال و جان کا ہدیہ پیش کریں۔ اللہ پر ایمان اور آخرت پر پورے یقین کی علامت یہ ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر فقط اللہ کی خوشنودی کا خیال دل میں جاگزین ہو جائے اور دُنیا کے عیش و آرام کو آخرت کے عیش و آرام کے لئے چھوڑنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ اگر یہ کیفیت حاصل نہ ہو تو سمجھنا چاہیے کہ ایمان میں کمی ہے اور صحیح مومنانہ شان ابھی پیدا نہیں ہوئی۔

بعض لوگ وقت آنے پر بہانہ بازیاں کرتے ہیں۔ اور زبانی طور پر بہت کچھ کہتے رہتے ہیں۔ مگر عملاً کچھ نہیں کرتے تو ایسے لوگوں کے متعلق جان لینا چاہیے کہ دل میں وہ نہ اللہ کو مانتے ہیں اور نہ آخرت کو کچھ گردانتے ہیں۔ اُن کا دل شک و شبہ میں گرفتار رہتا ہے اور وہ دُنیا کے نفع و آرام ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔ اس سے اونچی اُن کی نگاہ اٹھتی ہی نہیں۔ ان لوگوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ کبھی مسلمانوں سے اور اُن کے کاموں سے فائدہ پہنچ گیا تو ان کی سی کہنے لگے۔ اور جہاں کچھ سختیاں برداشت کرنے اور مصیبتیں جھیلنے کا موقعہ آیا تو طرح طرح کے بہانے تراش کر کھسک گئے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ایمان کی علامت یہ ہے کہ اللہ اور رسول کا حکم ملتے ہی فوراً اس کی تعمیل کی تیاری کی جائے اور جو شخص اس کی تعمیل سے حیلے بہانے کر کے قاصر رہے وہ اصل ایمان سے بہرہ ہے۔

پس

اے برادران عزیز ! ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اس کسوٹی پر اپنے ایمان کو کس کر گھڑی گھڑی دیکھتا رہے۔ اگر دُنیا میں جی لگتا ہے آخرت کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی اور خدا و رسول کے احکام کی تعمیل کا پورا جذبہ دل و دماغ میں موجزن نہیں تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ایمان میں کچھ خلل ہے، اللہ اور اس کے وعدوں پر اطمینان نہیں، اور دنیا اور اس کی شان و شوکت زیادہ محبوب ہے۔

اللھم لا تجعلنا منھم آمین

ایمان کامل کی تعریف

شریعت میں ایمان و اسلام صفتِ انقیاد و اطاعت کی اس آخری منزل کا نام ہے۔ جس کے بعد اوامر الٰہیہ اور منہیات شرعیہ کے قبول کرنے سے قلب میں کوئی انحراف باقی نہ رہے۔ مخبرِ صادقؐ پر وہ اعتماد حاصل ہو جائے کہ پھر دل کی تمام خوشحالی اور روح کا کامل سرور اس کی تصدیق میں منحصر نظر آنے لگے گویا جذبۂ وفاداری طلبِ دلائل کی مہلت نہ لینے دے۔ راہِ حق میں ہر نئی قربانی ایک نئی لذت ہو اور ایک ادنیٰ نافرمانی وہ تلخ گھونٹ ہو جائے جو گلے سے اتارے نہ اُترے (ترجمان السنہ)

مطلب

یہ ہے کہ اللہ اور رسولؐ کے ہر حکم کی بے چون چرا اور آنکھیں بند کر کے فرمانبرداری کرنے والا شخص ہی مومن کامل کہلا سکتا ہے جو شخص خدا اور رسولؐ کے احکام کی تعمیل میں شمہ بھر گھٹن یا بے دلی محسوس کرے، مومن کامل نہیں ہو سکتا۔ پس ایمانِ کامل یہ ہوا کہ بندہ اپنے ظاہر و باطن کے ساتھ اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول کا مطیع بن جائے۔

ایمان صرف تصدیق و اقرار کا نام نہیں - دین اسلام میں داخل ہو جانے اور اس کے تمام احکام کی بجا آوری کا نام ہے

مسلم شریف کی حدیث ہے!

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهٖ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ لَكَ بِهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ قَالَ لَوْ لَا اَنْ تُعَیِّرَنِیْ قُرَیْشٌ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا حَمَلَهٗ عَلٰی ذٰلِكَ الْجَزَعُ لَاَقْرَرْتُ بِهَا عَیْنَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تعالیٰ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ -

(رواہ مسلم)

ترجمہ:- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے فرمایا - آپ لا الہ الا اللہ کہہ لیجیے کہ قیامت کے دن میں آپ کے حق میں اس کی گواہی تو دے سکوں - انہوں نے کہا کہ قریش میرے سر پر بدنامی کا داغ نہ لگاتے کہ میں نے عذاب آخرت پر بے صبری کی وجہ سے یہ کلمہ پڑھ لیا ہے تو میں ضرور (آپ کا حکم مان لیتا اور) آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا (یعنی آپ کے دین میں داخل ہو جاتا) اس پر یہ آیت نازل ہو گئی

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ الخ

آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے - یہ اللہ کا کام ہے - وہی جسے چاہے ہدایت نصیب فرما دے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے چچا کی علمی تصدیق میں کسی کو شبہ نہیں - اُن کا اقرار بھی اُن کے اشعار میں موجود ہے - پھر وہ کس بات سے انکار کر رہے تھے؟ صرف آپ کے دین اختیار کرنے اور آپ کی اطاعت کرنے کا اور اسی عمل کے فقدان کی وجہ سے جمہور اُمّت نے اُن کو مسلمان قرار نہیں دیا پس ثابت ہوا کہ قلب جب تک اپنے اختیار سے عہد وفاداری کے لئے تیار نہیں ہوتا - اس کی اضطراری تصدیق کار آمد نہیں ہوتی - غرض ایمان صرف تصدیق و اقرار کا نام نہیں بلکہ دینِ اسلام میں داخل ہو جانے اور اس کے تمام احکام کی بجا آوری کا نام ہے -

مومن کا مقصد زندگی

مومن خدا و رسول کا کامل مطیع و فرمانبردار اور جاں نثار ہوتا ہے - وہ اس دنیا میں اللہ کے دین کا سپاہی ہے اُس کے جان و مال کا جنت کے عوض حق تعالےٰ سبحانہٗ سے سودا ہو چکا ہے اور اُس کی زندگی کا مقصد فقط رضائے ایزدی کا حصول اور اعلاءِ کلمۃ الحق ہے - وہ اسی مقصد کے لئے زندہ رہتا ہے اور اسی مشن کی تکمیل کے لئے جامِ شہادت نوش کرتا ہے

مومنین و مخلصین کا سودا

قولہ تعالےٰ :- اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ط یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ قف

(پ ۱۱ س توبہ آیت ۱۱۱)

ترجمہ:- بے شک اللہ نے مسلمانوں سے اُن کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر خرید لئے ہیں کہ ان کے لئے جنت ہے - اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں پھر قتل کرتے ہیں اور قتل کئے بھی جاتے ہیں -

مذکورہ بالا ارشاد ربانی درحقیقت، سارے دینِ اسلام کا خلاصہ ہے - تمام نبیوں کی یہی تعلیم رہی ہے کہ انسان مکمل طور پر اپنے آپ کو اللہ جل شانہٗ کے حوالہ کر دے - عبادات کا حاصل بھی یہی ہے کہ انسان صحیح معنوں میں اپنے رب کا بندہ بن جائے اور حق تعالےٰ شانہٗ کی بندگی ہی اس کا اوڑھنا بچھونا ہو جائے - اب ظاہر ہے جب بندہ بندگی اختیار کرتا ہے یا غلام غلامی کا کلاوہ گردن میں ڈالتا ہے تو اس کی کوئی شے اپنی نہیں رہتی - اُس کا حال اس کا جسم اور اس کی جان اپنے آقا کے لئے وقف ہو جاتی ہے - یہی وجہ ہے کہ جو رسول بھی نوعِ انسانی کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوتا رہا - بندگان خدا کو یہی دعوت دیتا رہا کہ آقائے حقیقی اور مالکِ کل حق تعالیٰ شانہٗ پر صدق دل سے ایمان لاؤ - اُس کی بندگی کا کلاوہ اپنی گردنوں میں ڈالو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ تم سے یہ چاہتا ہے کہ اس دُنیا کی زندگی تم اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کے ساتھ عہد و پیمان کر کے اس کے حکم کے مطابق بسر کرو - اللہ کے ہاتھ اپنی جانیں اور مال بیچ دے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ جب کوئی حکم کرے فوراً اپنی جان اور مال سے اس کی تعمیل کے لئے حاضر ہو جاؤ - جان جائے یا رہے، مال رہے یا نہ رہے - دونوں صورتوں میں تمہیں اس کے حکم کی تعمیل کے بدلے میں جنت ملے گی - پس تم خوش ہو جاؤ کہ تم نے اس سے سودا کر لیا اور جان و مال اس کے ہاتھ بیچ کر جنت خرید لی -

اب یہ جاننے کے لئے کہ ایک مسلمان اپنے اس دعوے میں کہاں تک سچا ہے کہ اس نے اپنے جان و مال جنت کے عوض حق تعالیٰ جل شانہٗ کے ہاتھ بیچ دیئے ہیں جہاد فرض ہوا - اور حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان کی حقیقی پرکھ صرف میدانِ جہاد میں ہی ہوتی ہے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ سب عبادات بھی ایمان کی اعلیٰ کیفیت کو حاصل کرنے کی عملی تربیت ہیں اور ان فرائض کی ادائیگی کے دوران بھی کھرے اور کھوٹے کی پہچان ہو سکتی ہے - لیکن حقیقی امتیاز کھرے اور کھوٹے کا میدانِ جہاد میں ہی ہوتا ہے - جان کی اصل بازی تو اعلائے کلمۃ الحق کے لئے میدان جہاد میں ہی لگانا پڑتی ہے - اور پھر پتہ چل جاتا ہے کہ مسلمان واقعی اپنے قول میں صادق الوعد ہے یا نہیں - اگر اس نے اپنے جان و مال کا سودا حقیقتاً حق تعالیٰ سبحانہٗ سے کر لیا ہے تو پھر میدان جہاد میں شریک ہونے سے اسے یقیناً انتہائی خوشی اور مسرت ہونی چاہیے، اس کا دل اعلانیہ

سے بانغ بانغ ہو جانا چاہیے، جہاد کے نام سے ہی اُس کی رگوں میں خون تازہ دوڑ جانا چاہیے اور اُسے اپنا تن من دھن جہاد میں جھونک دینا چاہیے تاکہ گوہرِ مقصود ہاتھ آئے شہادت کا مرتبہ ملے اور وہ عنداللہ سرخرو ہو کر جنت کا وارث بنے

مجاہد کا مرتبہ

ارطاۃ بن منذرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس بیٹھنے والوں سے دریافت فرمایا کہ لوگوں میں سے کس آدمی کا اجر و ثواب زیادہ ہے؟ لوگوں نے آپ سے نماز و روزہ کا تذکرہ کیا اور کہنے لگے کہ امیر المؤمنین اور ان کے بعد فلاں اور فلاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ ان لوگوں سے جن کا تم نے ذکر کیا کون شخص اجر و ثواب میں سب سے زیادہ بڑا ہے؟ اور امیر المؤمنین سے بھی بڑا ہے)" لوگوں نے کہا "ضرور بتایئے" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "وہ ایک چھوٹا سا آدمی، جو ملکِ شام میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے مسلمانوں کے لشکر کی حفاظت کر رہا ہے۔ اسے کچھ خبر نہیں آیا درندہ اسے پھاڑ ڈالے گا یا کوئی کیڑا مکوڑہ اسے ڈس لے گا۔ یا دشمن اس پر چھاپہ مار دے گا۔ یہ شخص اجر و ثواب میں ان لوگوں سے جن کا تم نے تذکرہ کیا اور امیر المؤمنین سے بھی زیادہ ہے۔

(اخرج ابن عساکر عن نوفل بن عمارۃ)

جہاد حج سے افضل ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ حج کیا کرو۔ یہ بھلا عمل ہے اللہ پاک نے اس کا حکم دیا ہے اور جہاد اس سے بھی افضل ہے۔

(کذا فی الکنز)

جہاد کی فضیلت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ممبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ کے راستے میں ایک رات کی چوکیداری اُن ہزار رات دن سے بہتر ہے جس میں راتوں عبادت کی جائے اور دنوں روزہ رکھا جائے۔

(اخرجہ الامام احمد)

جہاد کو لازم پکڑ لو

حضرت زیاد رضی اللہ عنہ جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مرتے وقت فرمایا کہ سطحِ زمین پر اس رات سے زیادہ محبوب کوئی اور رات میرے لئے نہیں گزری کہ سردی انتہائی سخت اور پانی کو جما دینے والی پڑ رہی تھی۔ میں بھی مہاجرین کی ایک جماعت میں تھا کہ اس کی صبح کو دشمنوں سے مڈبھیڑ ہونے والی تھی۔ لہٰذا تم لوگ جہاد کو لازم پکڑ لو۔

افضل عمل

حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ سب سے افضل عمل اللہ کے راستے میں جہاد ہے

صحابہؓ کا شوق شہادت

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے جنگ احد میں کہا کہ اے سعد! تم اللہ پاک سے دعا کیوں نہیں مانگتے؟ اس کے بعد ہم دونوں ایک گوشہ میں گئے۔ حضرت سعدؓ نے اس طرح دُعا مانگی "اے میرے رب! جب دشمنوں سے میری مڈبھیڑ ہو تو میرے سامنے ایک ایسے آدمی کو لا جو سخت حملہ آور ہو اور بہت ہی قتال ہو۔ میں اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے۔ پھر مجھے اس پر کامیابی کی توفیق عطا فرما کہ میں اسے قتل کروں اور اس کا سارا سامان لے لوں اُن کی دُعا پر حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے آمین کہی۔ پھر عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے یہ دعا مانگی۔

"اے میرے اللہ! مجھے ایک ایسے آدمی سے لڑنے کی توفیق دے جو سخت حملہ آور اور سخت جنگجو ہو میں تیرے بارے میں اسے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے۔ پھر وہ مجھے پکڑلے۔ میری ناک بھی کاٹ دے، میرا کان بھی کاٹ دے۔ جب میں کل (بروز قیامت) ملوں تو پوچھے۔ کس نے تیری ناک اور کان کاٹے؟ میں عرض کروں کہ تیرے اور تیرے رسول کے بارے میں میری ناک کان کاٹے گئے۔ تو کہے تو سچ کہتا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے سے کہتے ہیں کہ اے میرے بیٹے! حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی دُعا میری دُعا سے بہتر رہی میں نے اسی دن کے آخر میں اُن کو دیکھا کہ اُن کے کان اور ناک کٹے ہوئے ایک تاگے میں لٹکے ہوئے تھے۔

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ اُن کی آخری قسم کو بھی اسی طرح پورا فرما کر رہے گا۔ جس طرح اُن کی ابتدائی قسم کو پورا فرمایا۔

شہادت کی تمنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے۔ قسم اُس ذات کی کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے اگر کچھ مومن ایسے نہ ہوتے جنہیں میرے پس پشت رہنا کسی طرح پسند نہیں اور میرے پاس اتنی سواری نہیں کہ میں ان سب کو سفر میں ہمراہ لے چلوں تو میں کسی ایسی جماعت سے جو اللہ کے راستے میں جہاد کر رہی ہے کبھی پیچھے نہ رہتا (اور ہر جماعت کے ساتھ نکلتا) اور قسم اُس ذات کی کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے مجھے یہ بات بہت پسند ہے کہ میں اللہ کے راستے میں شہید کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر شہید کیا جاؤں۔

عشق و محبت کی آخری منزل

حجۃ الاسلام وارث علوم نبوت، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانیٔ دارالعلوم دیوبند نے ارکانِ اسلام کا باہمی ربط و بیان کرتے ہوئے جہاد کی فضیلت ان الفاظ میں رقم فرمائی ہے:۔

"عبادات درحقیقت عبدیت اور بندگی کی ایک عملی ٹریننگ ہے۔ عبدیت درحقیقت وہ صحیح رشتہ ہے جو بندہ اور اس کے معبود کے درمیان قائم ہے۔ جتنے آسمانی دین آئے وہ اسی رشتہ کو سمجھانے اور اس کے حقوق بتانے آئے۔ باپ بیٹے

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا

واہ کینٹ میں

درسِ قرآن (سورہ بقرہ)

تحریر: محمد عثمان غنی بی ایل (قسط ۲) منعقدہ : ۲۷ جون ۱۹۶۵ء

ارشاد فرمایا۔ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ بے شک یہی لوگ فسادی ہیں وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ط لیکن وہ لوگ سمجھتے نہیں کہ ہم فساد کر رہے ہیں۔ یہ تو فسادی ہیں۔ جب بُرے کو بُرا نہ کہا چُھٹی دے دی۔ اچھّے کو اچھّا نہ کہا تو میرے بھائیو! یہ اچھّی بات ہوئی یا بُری بات ہوئی؟ فساد تو یہ ہے چنانچہ میرے دوستو، میرے بھائیو! آپ میں سے جو دوست سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کر چکے ہوں گے یا مغازی کی تاریخ دیکھ لیجئے جتنے فتنے کھڑے کئے سب منافقوں نے کھڑے کئے۔ جنگِ بدر سے لے کر جتنی جنگیں جناب محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے لڑیں یا لڑائی گئیں ان میں زیادہ ہاتھ انہی لوگوں کا تھا۔ تو قرآن نے تردید فرمائی۔ اَلَآ (یاد رکھو) اِنَّھُمْ (ایسے ہی لوگ، یہی لوگ) ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ (یہی فسادی ہیں) وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ط (لیکن یہ سمجھتے نہیں کہ یہ فساد ہے) جیسے کہ ایک بیمار کی بیماری حد سے بڑھ جائے اور وہ اپنے آپ کو اچھّا کہے اور تندرست کو پاگل کہے۔ ایسے لوگ بھی تو ہیں جو اپنے آپ کو تندرست کہتے ہیں۔ اور تندرستوں کو بیمار کہتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ سمجھ بھی نہیں سکتے۔ اس حد تک نفاق اِن پہ چھا چکا ہے کہ ان کی جو قوّتِ ممیّزہ ہے وہ سلب ہو چکی ہے۔ اصلاح اور فساد کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔

ان کی دوسری نشانی کیا ہے؟ وَ اِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَآءُ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ ۝ ابھی مَیں نے عرض کیا ہے کہ بیماری اتنی بڑھ چکی ہے کہ تندرستوں کو بیمار سمجھ رہے ہیں اور بیماروں کو تندرست سمجھ رہے ہیں یعنی خود بیمار ہیں۔ اپنے آپ کو تندرست سمجھتے ہیں اور جو تندرست ہیں اُن کو بیمار سمجھتے ہیں۔ کیسے؟ وَ اِذَا قِیْلَ لَھُمْ (اور جب ان سے کہا جاتا ہے) اٰمِنُوْا (تم ایمان لے آؤ) کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ (جیسے ایمان لائے یہ اور لوگ) اچھّا بھائی! اگر تم واقعی یہ کہتے ہو کہ ہم مسلمان ہیں تو پھر تمہارے اسلام میں اور ان پکّے مسلمانوں کے اسلام میں فرق کیوں ہے؟ پھر تم ایسا ایمان لاؤ۔ جیسے ایمان کون لائے؟ یہ لوگ۔ اُن لوگوں سے کون مراد ہے؟ ابوبکر صدّیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ، علیِ مرتضیٰؓ، ابوعبیدہؓ۔ خالدؓ اور دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ قَالُوْٓا (تو یہ منافق جواب میں یہ کہتے ہیں) اَنُؤْمِنُ (کیا ہم ایمان لے آئیں؟) کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَآءُ (جس طرح یہ لوگ ایمان لے آئے ہیں؟) یہ تو بیوقوف ہیں۔ اَن پڑھ ہیں۔ ہم تو ریسرچ کے بعد ایمان لاتے ہیں اور تحقیق کرتے ہیں کہ نمازیں پانچ فرض ہیں یا۔۔۔۔؟ ابھی تک تحقیق ہو رہی ہے ہمارے یہاں بھی۔ اَلَآ (یاد رکھو) اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ (یہی لوگ تو بیوقوف ہیں) وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ ط (لیکن اپنی بے وقوفی کو نہیں جانتے) بے وقوف تو یہ ہیں کہ مسلّمہ چیزوں مخالفت کرتے ہیں۔

میرے دوستو اور بزرگو! ہر چیز کے جاننے والے پہچاننے والے اُس کی لم اور اِن کو سمجھنے والے خاصیات کو سمجھنے والے موجود ہیں۔ لِکُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ۔ اگر ہم مستریوں کا کام کرنا چاہیں، کوئی مکان بنانا چاہیں تو مشورہ کس سے لینگے؟ حجام سے لیں گے یا مستری سے لیں گے؟ مستری سے لیں گے نا بھائی! اور بچّے کا ختنہ کرنا چاہیں تو مشورہ مستری سے لیں گے یا حجام سے لیں گے؟ حجام سے لیں گے۔ کوٹ سلانا چاہیں تو مشورہ کس سے لیں گے؟ موچی سے لیں گے یا درزی سے؟ درزی سے لیں گے۔ اور جُوتا سلانا چاہیں تو مشورہ موچی سے لیں گے یا درزی سے؟ ہم نے کبھی نہیں کہا۔ کہ چھوڑو جی یہ کیا جانتا ہے موچی کیا جانتا ہے۔ مَیں تو بوٹ بنانے کی جو بات ہے نا یہ پوچھوں گا اپنے امام صاحب سے۔ ہمارے مولوی صاحب اچھا جانتے ہیں کہ بُوٹ کیسے بنانا چاہیئے اور کوٹ سِلانے کی بات، یہ ہمارے گاؤں میں ایک لوہار ہے وہ لوہے کا کام بہت اچھا کرتا ہے مَیں اس سے پوچھوں گا کہ کوٹ کیسے بنانا چاہئے۔ تو بھائی اسے کون عقلمند کہے گا؟ لِکُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ۔ ہر فن کے لئے رجال ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ میرے دین کا، جس ایمان کو مَیں تم سے چاہتا ہوں، اُس ایمان کا مَیں نے ایک نمونہ بنا دیا ہے۔ اور وہ نمونہ کون ہیں؟ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ط سب سے بڑا نمونہ کون ہیں؟ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات اور پھر حضورؐ کی ذات میں بہت کچھ پیدا کیا۔ عیسائیت میں تو یہ ہے نا بھائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جب صلیب لگانے لگے (انجیل کی روایت کے مطابق) بارہ حواری تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے۔ بارہ میں سے ایک تھا یہودا۔ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تیس روپے کھوٹے لے کر پکڑوا دیا۔ پیچھے گیارہ رہ گئے۔ انہوں نے بھی جب حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب لگانے لگے (انجیل کی روایت کے مطابق) تو یہ گیارہ کے گیارہ بھاگ گئے اور صلیب پر آپؑ کو جب لگایا گیا تو انجیل یہ کہتی ہے کہ آپؑ نے کہا۔ ایلی ایلی لما سَبَقْتَنِیْ یعنی (اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں اکیلا چھوڑ دیا) حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیت کے لئے نمونہ نہیں پیش کر سکے۔ انجیل نہیں بتا سکتی کہ عیسائی ہونے کا نمونہ کیا ہونا چاہیے اُن کے نبی کی کوئی تعلیم ان کے پاس نہیں ہے لیکن جذبے کی قدر کرنی پڑے گی۔ آج اخباروں میں شور ہے لبیہ میں عیسائی ہو گئے اور مشرقی پاکستان میں بھی عیسائی ہو گئے۔ تو کیوں نہ ہوں؟ تم کیا کر رہے ہو؟ تم کلبوں میں ناچو، تم ثقافتی شو کرو۔ سرمایہ دار کارخانے لگائیں۔ (علماء مجھ سے ناراض نہ ہوں) یہ ہمارے علماء نور و بشر کے جھگڑے کریں ــــ اور

پیرانِ طریقت نقشبندیہ، سہروردیہ کے جھگڑے کھڑے کریں۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر عیسائی ڈاکے ڈال رہا ہے۔ کیا ہمارے سامنے کوئی پروگرام نہیں؟ پانچ سو مشنری ہیں اس وقت مشرقی پاکستان میں۔ پانچ سو مشن کام کر رہے ہیں۔ کل کے اخبار میں آپ نے پڑھا ہوگا۔ تو کبھی ہم نے غور کیا؟ کبھی ہم لیہ گئے؟ کبھی ہم مشرقی پاکستان گئے؟ کبھی ہم نے کوئی وفد بھیجا؟ کبھی ہم نے غور و فکر کیا؟ ہمارے کسی سرمایہ دار نے کبھی کہا کہ ایک لاکھ روپیہ میں دیتا ہوں۔ تبلیغی مشن قائم کیجئے اور غیر مسلموں میں اسلام پھیلایئے؟ مسلمانوں کے عیسائی ہونے کے اسباب کی تلاش کیجئے یہ لوگ کیوں عیسائی ہوتے جا رہے ہیں؟ آج تک میرے بھائی مسلمان اپنے اسلام کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکا۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داعی الی اللہ تھے۔ پاکستان بن جانے کے بعد ہمیں تو یہ چاہیئے تھا کہ جو عیسائی یہاں رہ گئے تھے انہیں ہم مسلمان کرتے۔ جن کو ہم اچھوت کہتے ہیں ان کو ہم مسلمان کرتے لیکن کیا کہا جائے ؏

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم نے ایک دوسرے کے خلاف کفر کی توپیں لگا رکھی ہیں۔ اپنی اپنی پارٹیاں، گروپ بنا رکھے ہیں اپنا اُلو ہم سیدھا کر رہے ہیں۔ میں سچ عرض کر رہا ہوں۔ قیامت کے دن ہم سب سے سخت بازپرس ہوگی۔ "ہم" سے مراد پیر، مولوی، امراء، عامۃ المسلمین۔ ایک مسلمان کا مرتد ہو جانا، ایک مسلمان جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو چھوڑ دے، اتنے بڑے وبال کا باعث ہے کہ کوئی وبال اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ایک غیر مسلم کا مسلمان ہو جانا اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس نعمت سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں ہو سکتی۔ تو وہ دین جس کے پاس حقیقت ہی کچھ نہیں۔ عیسائی اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہمارے سامنے نہیں پیش کر سکتے لیکن آج وہ پاکستان جیسے ملک میں، جس کی بنیاد کیا تھی؟ "پاکستان کا معنیٰ کیا؟ لا الہ الا اللہ" وہ لا الہ الا اللہ پر حملہ کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کے سارے طبقے خواب خرگوش میں سوئے ہوئے ہیں۔ سب ہم ملوث ہیں اس میں۔ اِلّا ماشاءاللہ کوئی دو چار اللہ کے بندے شور مچاتے ہوں تو اُن کی کون سنتا ہے۔ اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی توفیق عطا فرمائے بھائی۔

اور یہودیوں کے ہاں کیا ہے؟

وہ تو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آخر تک لڑتے رہے۔ یہودیوں کے متعلق قرآن نے مسلمانوں کو فرمایا۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی فَبَرَّاَہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوْا وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْھًا۔ اے مسلمانو! ایسے مت بننا جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی امّت نے دُکھ دیا۔ آخر تک بنی اسرائیل خبیث۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دُکھ دیتے ہی رہے۔ اُن پر الزامات لگاتے، بہت بُرے بُرے الزامات لگائے۔ تو میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ یہودیوں کے پاس بھی کوئی تمثیلی دین نہیں ہے۔ یہودی نہیں بتا سکتے کہ ہمارا دین کیا ہے۔ وہ دین تو انہوں نے خود ہی قبول نہیں کیا۔ قرآن تو یہ کہتا ہے وَبَاءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ۔ وہ غضبی ہو کر لوٹے۔ عیسائیوں کے پاس کوئی دین نہیں، یہودیوں کے پاس کوئی دین نہیں۔ مسلمان کے پاس ایک دین ہے اور قرآن اسی لئے فرماتا ہے اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ آج مسلمان نمونہ پیش کر سکتا ہے اسلام کا۔ کس کو پیش کر سکتا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں۔ وہ تو اللہ کے تھے اُن کے متعلق تو ہم کہہ سکتے ہیں، دنیا بھی کہہ سکتی ہے کہ نبی تو گناہوں سے معصوم ہوتا ہے۔ نبی تو اللہ کی طرف سے چُنا ہوا ہوتا ہے۔ اِنَّھُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ۔ نبیوں کو اللہ تعالیٰ چُنتا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ چُنے، اُس میں کوئی عیب ہوگا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ سارے نبی میرے ہاں چُنے ہوئے ہیں۔ میں نے ان کا انتخاب کیا ہے۔ تمہارا انتخاب ہو تو ہو سکتا ہے اندر گڑبڑ ہو جائے لیکن جسے اللہ چُن لیتا ہے وہ گڑبڑ نہیں ہوتی۔ وہ جانتا ہے کیونکہ وہ علیم و خبیر ہے۔ اُسے پتہ ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کس طرح گذرے گی اُسے پتہ ہے کہ حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت داؤد علیہم السلام کی زندگی کس طرح گذرے گی۔ اس لئے نبیوں کے معصوم کے معصوم ہونے میں تو شک ہی کوئی نہیں۔ البتہ اسلام ہم نے کیا پیش کیا؟ اسلام نے کہا کہ اگر تم اسلام دیکھنا چاہو، ایمان دیکھنا چاہو، اپنے ایمان کو پرکھنا چاہو، تو کس کے ایمان پر پرکھو؟ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ۔ ایسا ایمان لاؤ جیسا ایمان ہے ابوبکر صدیق رضؓ کا، جیسا ایمان ہے عمر فاروق رضؓ کا، جیسا ایمان ہے علی مرتضیٰ رضؓ کا، جیسا ایمان ہے عثمان غنی رضؓ کا، جیسا ایمان ہے بلال رضؓ حبشی کا۔ یہ سارے نمونے قرآن نے پیش کئے۔ دیکھ لیجئے اٰمَنَ النَّاس ہے یا اٰمَنَ مُحَمَّدٌ ہے؟

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ صحابہؓ معیارِ حق نہیں وہ کتنی غلطی میں ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات نہ کرو کیونکہ وہ تو میرے نبی ہیں۔ اُن جیسے تو تم نہیں بن سکتے۔ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے تم نہیں بن سکتے نہ میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو معیار پیش کرتا ہوں — کسے پیش کر رہے ہیں معیار؟ اٰمَنَ النَّاسُ۔ اِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا، جب کہا جاتا ہے اُن منافقوں سے کہ تم ایمان لے آؤ۔ کیسا ایمان؟ کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ جیسے ایمان یہ لوگ لائے۔ تو معلوم ہوا کہ حضورؐ کے بغیر اور بھی کوئی نمونے ہیں نا؟ جن کے نمونے کو اللہ تعالےٰ چاہتا ہے تو وہ کون ہیں بھائی؟ وہ ابوبکر صدیق رضؓ ہیں وہ عمر فاروق رضؓ ہیں، وہ عثمان غنی رضؓ ہیں وہ علی مرتضیٰ رضؓ ہیں وہ وہ صحابہ ہیں جن کے متعلق حضورؐ نے فرمایا فلاں فی الجنّۃ، فلاں فی الجنّۃ فلاں فی الجنّۃ۔ اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ میرے سارے صحابہ سب عدول ہیں اور اس کی شہادت میں میں یہ ایک واقعہ عرض کر دوں۔ کیا کیا جائے میرے بھائی! حقیقت یہ ہے کہ جب میں یہ باتیں کرتا ہوں یا ہمارے اکابر فرماتے ہیں تو وہ دل سے نہیں کرتے ہم چاہتے ہیں کہ اصولی مسائل امّت کے سامنے پیش کریں لیکن ابھی میں نے عرض کیا ہے ؏

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ہمارے اندر سے وُہ وُہ فتنے اُٹھ رہے ہیں کہ الامان۔ الحفیظ۔ اللہ ہم سب کو دین کی صحیح خدمت کی توفیق عطا فرمائے اس لئے کبھی کبھی اشارات کرنے ضروری ہیں ایسے۔

صحابہ کرام رضؓ کے متعلق میں نے ابھی عرض کیا کہ صحابہ کرام رضؓ عدول ہیں۔ صحابہ کرام رضؓ

محمد امین ہیڈ ماسٹر بورسٹل سکول بہاولپور

قرآن میں یہ الفاظ رسول کریمؐ کے لئے استعمال ہوئے ہیں حالانکہ رحیم خدا کی صفات میں سے ایک صفت ہے جیسا کہ بسم اللہ اور الحمد شریف میں مذکور ہے، چونکہ حضورؐ بے حد محبت، الفت کے حامل تھے۔ اور مومنین کیلئے تو بہت ہی رحیم، کریم تھے۔ شب و روز صحابہ کرامؓ کی بھلائی کی فکر کرتے آپ کے رحم و کرم کا یہ حال تھا کہ مومنین تو درکنار مشرکین مکہ اور اپنے بدخواہوں پر بھی بے حد عفو و کرم فرمائے آپ ایک دو واقعات سے اندازہ لگائیں کہ آپ کس قدر رحیم و کریم تھے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ مشرکین مکہ میں سے ابوجہل، ابوسفیان، صفوان بن امیہ اور ہندہ زوجۂ ابوسفیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری اور جان دشمنی پر ہمیشہ کمربستہ رہے۔ ابوجہل تو بدر میں مارا گیا۔ ہندہ نے جنگ احد میں مشرکین کے ساتھ جنگ میں شرکت کی اور اپنے حبشی غلام کو اکسایا۔ جس نے حضرت حمزہؓ کو خفیہ گھات سے تیر مار کر شہید کر دیا۔ اسی ہندہ نے حضرت حمزہؓ کے ناک، کان اور کلیجہ کاٹ کر ہار بنایا۔ اور اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیا۔ عکرمہ اور ابوسفیان کے متعلق تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں تو اندازہ ہو گا کہ یہ لوگ کس قدر حضورؐ کے جانی دشمن تھے۔ مکہ میں جملہ مصائب پہنچانے پر یہی حضرات پیش پیش رہے۔ جنگ بدر، احد، احزاب کی چڑھائی خیبر کی ریشہ دوانی جنگ موتہ کے نتائج صلح حدیبیہ کی کمزور شرائط سب انہیں کی سازشوں کا نتیجہ تھیں۔ لیکن فتح مکہ کے دن کا نظارہ کیجئے۔ جب حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کی سفارش کی تو اسے معاف کیا گیا۔ اُمّ حکیم نے عکرمہ کے متعلق حضورؐ سے رحم مانگا تو اس پر رحم کیا گیا اور صفوان بن امیہ کو بھی عکرمہ کے ساتھ معاف کر دیا گیا اور ابوسفیان کے لحاظ سے ہندہ بھی بخشش کی مستحق بن گئی۔ مشرکین مکہ محض اس ملائمت اور التفات کی بدولت دو ہزار مسلمان ہو گئے۔ یہ تو مشرکین مکہ کا حال تھا۔

اسی طرح مدنی زندگی میں سب سے بدتر دشمن آپ کا ابن ابی تھا۔ اسے رئیس المنافقین کہا جاتا تھا۔ وہ مدینہ کی سرداری چاہتا تھا۔ مگر حضورؐ کی تشریف آوری سے اس کے خواب پورے نہ ہوئے۔ تو حسد اور بغض پر اُتر آیا۔ چنانچہ جنگ اُحد میں عین میدانِ جنگ سے تین صد آدمی واپس لانے والا یہی بدکردار ابن ابی تھا۔ تا کہ مسلمان بددل ہوں اور شکست کھائیں۔ دراصل اس کی یہ چال رسولِ خدا کی دشمنی کا نتیجہ تھی۔

جنگ احزاب اور خیبر کے موقعہ پر یہودیوں کو اُکسانے اور امداد کا وعدہ دینے والا یہی رئیس المنافقین تھا۔ جنگ موتہ اور تبوک پر لشکرِ اسلام کو بددل کرنے والا، یہی کم بخت تھا۔ واقعۂ افک کا محرّک یہی بدنصیب تھا۔ بھلا کوئی کسی کی بہو، بیٹی پر الزام لگائے تو قابلِ معافی ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہ پر الزام اسی نے تراشا۔ جن کو خدا نے بذریعہ وحی بری کر دیا۔ غرضیکہ یہ حضور کو دُکھانے میں کوئی موقعہ نہ جانے دیتا اور درپردہ سازش کرتا رہتا۔ ایک موقعہ پر اس کے مسلمان لڑکے عبداللہ نے حضورؐ سے عرض بھی کیا کہ آپ اجازت دیں تو میں اسے قتل کر دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ میں گوارہ نہیں کرتا کہ کوئی مسلمان منافق باپ پر ہاتھ اٹھائے۔ اللہ اللہ اُدھر وہ ظلم و جفا۔ ادھر یہ سخا و عطا۔

طرّہ یہ کہ رئیس المنافقین، جب مرتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر مبارک کفن کے لیئے دیتے ہیں۔ اور نماز جنازہ پڑھاتے ہیں۔ اور مغفرت کی دُعا فرماتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ خداوند کریم نے بذریعہ وحی بخشش و دعا سے منع فرمایا۔ کیوں نہ ہو محبوب لاکھ معاف کرے۔ محب کبھی محبوب کے ساتھ زیادتی معاف نہیں کرتا۔ خُدا اپنے محبوب سے زیادتی کیسے برداشت کرتا۔ چنانچہ باوجود حضورؐ کی دُعا کے خدا نے بالکل نہ چھوڑا۔ اور دوزخی قرار دیا۔

مطلب یہ ہے کہ :-

حضورؐ نے اپنے ذاتی اور دینی دُشمنوں تک کو معاف کر دیا

شاعر کا ایک شعر ہے۔

یا رب تو کریمی و رسولِ تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

پڑھتا ہوں تو کرم اور رحم کا موازنہ کئے بغیر بے اختیار منہ سے نکل جاتا ہے

معذرت کے ساتھ

یا رب تو رحیمی و رسولِ تو رحیم
صد شکر کہ ہستیم میانِ دو رحیم

☆

دل سے طاقت بدن سے کس جاتا ہے
پھر کر نہیں آتا جو نفس جاتا ہے
جب سالگرہ ہوئی تو عقدہ یہ کھلا
یاں اور گرہ سے ایک برس جاتا ہے

☆

خطیب اعظم بلبل بستانِ رسول حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۳۹ء میں لدھا رام کیس سے بری ہو کر قریبًا سال سوا سال بعد گھر واپس تشریف لائے تو حضرت مولانا عطاء المنعم شاہ بخاری مدظلہ' نے یہ نعت اپنے قابل فخر اور یگانہ روزگار والد کو سنائی اور بے حد داد پائی۔ حضرت مولانا ابوذر بخاری کی شاعری کی ابتداء اسی پاکیزہ نعت سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ عشق رسول میں ڈوبی ہوئی اس نعت کو شرفِ قبولیت بخشے۔ اور شاہ صاحب "خدام الدین" کے صفحات کو اپنے رشحاتِ قلم سے نوازتے رہیں۔　　ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد　　(ادارہ)

چہ وصفِ محمدؐ کند مغزِ خامے　　که بالائے فکر است او را مقامے

رُخِ مہر تابش چو صبحِ بہاراں　　دہد جلوهٔ خوش بہر خاص و عامے

رخش والضحیٰ گشت و واللیل گیسو　　ایں صبحے چہ صبحے ایں شامے چہ شامے

لبِ شہد بارش ز موجِ لطافت　　بہ تسنیم و کوثر دہد انتظامے

لبش شکّریں و عِذارش مہ و خور　　دُرش پیش دنداں شدہ ہیچ فامے

ہم از مُشک بیزیٔ زلفِ سیاہش　　غزالے ختن را معطّر مشامے

اسیرِ دو زُلفش ہزاراں دل و جاں　　شہیدِ دو چشمش چہ شاه و غلامے

خط و خال و نقش و نگارِ نگارم　　میسّر بگیتی نظیرش کدامے

بجبلِ تینش پناهِ دو عالم　　بزیرِ نگینش تمامی نظامے

زِ تحت از ثریٰ تا باوجِ ثریّا　　زند مرکبِ او بیک لحظہ گامے

بہ ہم بستگی ہائے طبعِ سلیمش　　ببخشد امم را وفاقِ دوامے

ہم از اضطرابِ جبینِ مبینش　　ہمہ نظم و احکامِ نذرِ فصامے

صداقت مجسم، امانت سراپا　　لسانِ قُدُس ہم رُسل را امامے

مراحمِ موصّلِ مطاعِ خلائق　　ملاذِ برآیا شفیعِ انامے

جُنودِ ملائک ہم آں ذاتِ والا　　رسانند ہر دم بروحش سلامے

دلِ حافظ اے ساقیٔ حوضِ کوثر　　بماند ز رحمت چرا تشنہ کامے

(۱) مضبوطی (۲) شکست و ریخت (۳) صلہ رحمی کرنے والا (۴) مخلوق کی جائے پناه

قسط (۴)

درسِ حدیث

:- مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی :-

حل الفاظ

اجبہ :- اجابت سے امر ہے اس کی دعوت کو قبول کرو۔

استنصحک :- نصیحت یعنی خیرخواہی چاہے اپنے فائدہ کی بات مدد یا مشورہ مانگے۔

فشمتہ :- تشمیت سے امر ہے دشمن کی خوشی کو دور کرنا یہاں چھینک کا جواب دو۔ مراد ہے یرحمک اللہ کہو۔

فعدہ :- عیادت سے امر ہے عاد یعود سے بنا ہے۔

تشریح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ہر مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ارشاد فرمائے ہیں اور بعض حدیثوں میں اور بھی آتے ہیں۔

عـ۱ :- سلام کرنا ہے۔ سلام کے لئے صرف دو لفظ حدیث میں آتے ہیں ان کو کہا جائے گا تو سنت کا ثواب ملے گا کوئی اور لفظ کہا تو ثواب نہ ملے گا نہ جواب واجب ہو گا ایک السلام علیکم جو انسانوں کا لفظ ہے چاہے ایک کو کہو یا کتنی کو مگر ایک کو علیک بھی جائز ہے دوسرا سلامٌ علیکم جو فرشتے قیامت میں کہیں گے دونوں کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی سلامتی تم پر ہو۔ یہ تمام آفتوں، بلاؤں مصیبتوں اور پریشانیوں سے محفوظ رہنے کی دعا ہے جتنے سلام کریں گے دعائیں پائیں گے اور ممکن ہے کوئی مستجاب الدعا بھی ہو ان دو لفظوں کے سوا کچھ اور کہنا ترک سنت ہے اور اس کو ثواب سمجھا گیا تو بدعت کا گناہ ہو گا جیسے بعض لوگ بسم اللہ بسم اللہ کہتے ہیں۔ بعض آداب بعض تسلیمات اور بعض کچھ اور کہتے ہیں۔ پہلا لفظ افضل ہے اور دوسرا بھی جائز ہے جو لوگ سلامٌ علیکم میم کو ساکن کرکے کہہ دیتے ہیں نہ ان کو ثواب ملے گا نہ اس کا جواب واجب ہو گا ذرا بھی تغیر نہ ہونا چاہیئے۔ حدیث میں ہے کہ سلام کو خوب پھیلاؤ یہ آپس میں محبت کا سبب ہے ایک حدیث میں ہے کہ سب سے افضل عمل کھانا کھلانا ہے اور ہر مسلمان کو سلام کرنا آگے جانتے یا نہ جانتے ہو سنت یہ ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے خواہ عمر میں بڑا ہو یا مرتبہ میں۔ چلنے والا بیٹھے ہوئے کو، کم لوگ زیادہ کو اور سوار پیدل کو تفصیل حدیث سے میں آ رہی ہے لیکن زیادہ ثواب اس کو ہے جو اوّل سلام کرے اور جو لوگ تلاوت ذکر نماز وظیفہ پیشاب پاخانہ میں ہوں۔ ان کو اور جو کسی گناہ میں مشغول ہوں ان کو سلام کرنا مکروہ ہے مجمع میں سے ایک کا سلام یا ایک کا جواب کافی ہے حضورؐ گھر والوں اور بچوں کو بھی سلام کرتے تھے یہ مسلمان کا حق ہے کافر کو خود سلام کرنا بغیر مجبوری کے مکروہ ہے اگر وہ کرے تو جواب میں وعلیکم فقط کہا جائے یا جو لفظ وہ کہے دہرا دیں۔ اگر کوئی دوسرے کا سلام پہنچائے تو علیہم و علیکم السلام جواب دیا جائے یا علیہم السلام حدیث میں دونوں ہیں۔ سلام کرنا سنت ہے مگر جواب دینا واجب ہے زبان سے یا تحریر سے اگر تحریر میں ہو۔ قرآن شریف میں حکم ہے اِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَا اَوْ رُدُّوْھَا (جب تم کو سلام کیا جائے تو اس سے بہتر لفظوں میں جواب دو یا اسی کو لوٹا دو) "جب ملو" سے یہ مطلب ہے کہ دیر میں ملو یا جلد دیوار یا درخت درمیان میں آ جاتا تو صحابہؓ پھر سلام کرتے تھے۔

عـ۲ - جب بلائے اس کی بات مانو۔ اس کی دو صورتیں ہیں کسی امداد کے لئے بلائے تو اس کی امداد کرو۔ کھانا کھانے کے لئے بلائے تو جاؤ مگر شرط یہ ہو گی کہ کوئی گناہ کی بات وہاں نہ ہو۔ دوسرے پر زیادتی کرنے میں مدد نہ ہو بلکہ حدیث میں ہے حضورؐ نے فرمایا ہے اپنے بھائی کی مدد کرو ظالم ہو یا مظلوم صحابہ نے پوچھا کہ ظالم کی مدد کیسے۔ فرمایا ظلم سے روکو دعوتوں میں کوئی شریعت کے خلاف بات ہو تو جانا مستحب نہیں بلکہ پہلے سے معلوم ہو تو جانا ہی جائز نہیں جا کر معلوم ہو تو مقتدا کو واپس ہو جانا چاہیئے عام آدمی کے لئے یہ ہے کہ اگر اس کھانے کی جگہ وہ ناجائز بات نہ ہو تو کھا لے اور اسی جگہ ہو تو واپس آ جائے

عـ۳ ایک حدیث میں ہے کہ مسلمان مسلمان کیلئے آئینہ ہے جیسے آئینہ نرمی سے بغیر رسوا کئے ہر عیب بتاتا ہے اور اس سے کینہ نہیں رکھتا۔ مسلمان کو بری بات اس طرح بتائی جائے اس کے مال کی حفاظت کی جائے یا جو خیرخواہی چاہتا ہو اور شرعاً گناہ نہ ہو وہ کی جائے۔ اس کے طلب کرنے پر تو حق ہو گیا اور بغیر طلب کے مستحب۔ مشورہ مانگے تو نیک مشورہ دیا جائے اور چاہے تو مدد کی جائے ہر وہ چیز جس میں اس کی مصلحت ہو اس میں اس کی رہنمائی کرنا نصیحت یعنی خیرخواہی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ دین نصیحت ہی ہے صحابہ نے عرض کیا کہ کس کے لئے فرمایا اللہ کے لئے اللہ کی کتاب اللہ کے رسول مسلمانوں کے اماموں اور عام مسلمانوں کے لئے خطائی کہتے ہیں۔ اللہ کے لئے نصیحت وحدانیت کا صحیح اعتقاد اور عبادت میں خالص نیت کتاب کے لئے ایمان، رسول اللہ کے لئے تصدیق نبوت، امر و نہی میں اطاعت اماموں یعنی بادشاہوں کے لئے یہ کہ اطاعت ہو بغاوت نہ ہو اور عام مسلمانوں کے لئے ان کی مصلحتوں کی رہنمائی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی خیرخواہی دین کا اہم جزو ہے

عـ۴ :- چھینک کا جواب بشرطیکہ چھینکنے والا الحمد اللہ کہے۔ حدیث میں ہے کہ جب حضورؐ چھینک لیتے تو منہ پر ہاتھ یا کپڑا رکھ لیتے تھے اور آواز پست کرتے

تھے دوسری حدیث میں ہے کہ جب چھینک تو تو الحمد اللہ کہو (اللہ کا شکر ہے - اور ساتھ اگر سنے تو کہے یَرْحَمُکَ اللّٰہ (اللہ تعالٰے تم پر رحم فرمائیں) پھر چھینکنے والا کہے یھدیکم اللہ (اللہ تعالٰے تم کو ہدایت دیں) حکمۃ بعض علماء نے لکھا ہے کہ چھینک کے وقت دماغ کے ایک پردہ پر ضرب پڑتی ہے اگر پھٹ جاتے تو آدمی مر جاتے چھینک آجانے پر اس سے نجات ہوتی تو وہ شکر ادا کرے اور سننے والا کہے کہ جیسے اس وقت اللہ تعالٰے نے تم پر رحم فرمایا ہمیشہ رحم فرمائیں اور اسں لئے کہا گیا ہے کہ اس کے معنے ہیں شماتت (برائی پر خوش ہوتے) کو زائل کرنا۔ دشمنوں کو موت سے خوشی ہوتی۔ اللہ نے موت سے بچا لیا رحم فرمایا ان کی خوشی زائل ہوئی اب رحم کی دعا دینا دشمن کی خوشی کو ہمیشہ کے لئے زائل کرنا ہے پھر یہ شخص کہے اللہ تم کو اسی طرح مسلمانوں کی خیر خواہی کی ہدایت دیا کرے اور بعض علمائنے لکھا ہے کہ دماغ میں جو بخارات محبوس ہوجانے ہیں اگر عرصہ تک باقی رہیں تو سخت امراض لاحق ہو جانے ہیں چھینک سے وہ نکل گئے تو بڑی نعمت ہے اس پر شکر ہو کہ اس کے بند ہونے سے تمام جسم میں خلل ہوتا تو اس زلزلہ سے سب اعضاً بچ گئے چھینک لینے پر الحمداللہ کہنا سنت ہے امام نووی کہتے ہیں سب کا اتفاق ہے کہ واجب نہیں اور جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہنا واجب ہے مگر سلام کی طرح واجب کفایہ ہے کہ ایک بھی کہہ دے تو سب بری ہیں۔ تین بار سے زیادہ کسی کو چھینک آتے تو زکام ہے پھر نہ حمد سنت نہ جواب واجب کیونکہ یہ طبیعت کے نشاط سے نہیں ہے اس لئے مرض کی شفا کی دعا دیں کہ یہ مرض سے ہے حضورؐ نے کافر کو جواب دیا ہے۔ یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ (اللہ تعالٰے تم کو ہدایت دیں اور تمہارے دل کو درست فرما دیں) اگر کوئی چھینک کے بعد الحمد اللہ نہ کہے تو کچھ واجب نہ سنت حضورؐ نے ایسے کا جواب نہیں دیا تھا۔ امام نودی کہتے ہیں کہ مستحب ہے کہ جس نے الحمد اللہ نہ کہا ہو اس کو یاد دلا دیں پھر جواب دیں۔ امام ابوداؤد محدث جہاز میں سوار تھے۔ کہ کنارہ سے ایک آدمی کی چھینک سنی تو ایک درہم میں چھوٹی کشتی کرایہ کی وہاں جاکر جواب دے کر آتے وجہ پوچھی تو کہا شاید وہ مستجاب الدعا ہو تو میں نے اس کی دعا لی ہے لوگ سو گتے تو کسی کو کہتے سنا کہ ابوداؤد نے ایک درہم میں اللہ تعالٰے سے جنت خرید لی۔

ع۵: عیادت یعنی بیمار پرسی کا حق یہی ہے اور اس میں بہت ثواب بھی ہے حدیث میں ہے جو باوضو بیمار پرسی کرے گا اور ثواب کی نیت ہوگی اللہ تعالٰے اس کو جہنم سے ستر سال کی مسافت تک دور کردیں گے اور دوسری حدیث میں ہے کہ جو شام کو عیادت کرے گا اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نکلیں گے جو صبح تک اس کے لئے استغفار کریں گے اور شام کے پھلوں کی ایک بہار ہوگی اور صبح کو لے گا ستر ہزار اس کے ساتھ نکلیں گے اور شام تک اس کے لئے استغفار کریں گے اور جنت کی بہار اس کے لئے ہو گی۔

حضورؐ نے حضرت سعد بن معاذؓ کی عیادت کے لئے مسجد میں خیمہ لگوا لیا تھا۔ کہ قریب سے بار بار عیادت فرما سکیں اس لئے بار بار عیادت سنت ہے اور حضرت زیدؓ بن ارقم کی عیادت آنکھ دکھنے میں بھی کی تو معلوم ہوا عیادت کے لئے مرض کا شدید ہونا ضرور نہیں اس لئے معمولی امراض میں سنت غیر موکدہ یا مستحب ہے باقی میں سنت موکدہ ہے امام نووی کہتے ہیں کہ سب کا اتفاق ہے کہ عیادت واجب نہیں ہے مگر یہ ہر مسلمان کے لئے ہے جان پہچان کا ہو یا نہ ہو رشتہ داری ہو نہ ہو۔

عیادت کے وقت صحت کی دعا بھی حضورؐ نے کی ہے بلکہ فرمایا ہے جس کی موت ہی نہ آگئی ہو اگر اس کے پاس سات مرتبہ یہ دعا پڑھی جاتے گی تو اللہ تعالٰے اس کو اس مرض سے شفا دیں گے۔ اَسْأَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ رہے غیر مسلم گو ان کا حق نہیں مگر حضور نے رعیت کے بعض کافروں کی عیادت بھی فرمائی ہے اور عیادت کے لئے سواری پر کبھی تشریف نہیں لے گتے۔

ع۶: مرنے والے کے پیچھے چلنے میں اس کے غسل کفن نماز دفن وغیرہ میں شرکت کرنا سب داخل ہے اور یہ سب واجب علی الکفایہ ہے کہ کوئی بھی کرے گا تو سب بری ہیں ورنہ جس جس کو خبر ملے گی گنہگار ہو گا اور ان سب کاموں میں ثواب الگ ہے ایک حدیث میں ہے کہ جو جنازہ کے پیچھے چلے گا اور نماز پڑھ لے گا اس کے لئے ایک قیراط ہے اور جو پیچھے چلے گا حتیٰ کہ فراغت پالے گا اس کے لئے دو قیراط ہیں۔ جس میں ہر ایک اُحد پہاڑ کے برابر ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جنازہ کے ساتھ جلدی کرو اگر وہ نیک ہے تو اس کے انعامات کے لئے جلد بڑھا دو اور اگر ایسا نہیں تو ایک بدی ہے اس کو اپنی گردنوں سے جلد اتار دو۔ بلکہ غسل کفن دفن سب میں جلدی کرنا ثواب ہے

(باقی آئندہ)

بقیہ: درس قرآن

اللہ تعالٰے کو پسند ہیں - قرآن کریم نے کیا فیصلہ کیا؟ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ ط میں ان سے راضی یہ مجھ سے راضی - کتنا بڑا فیصلہ ہے اور پھر یہ شان دیکھئے - کہ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ - میں اُن مسلمانوں سے راضی ہوگیا جنہوں نے تیرے ہاتھ پر بیعت کی پودے کے نیچے بیٹھ کر — راضی ویسے ہی ہوگیا؟ نمونہ بنایا تب راضی ہو گیا یا ویسے ہی راضی ہو گیا۔ ڈگری کسی کو ایسے ہی ملتی ہے بلا پاس ہونے کے؟ دوسری جگہ فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ اے میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کا ہاتھ تیرے ہاتھ میں آچکا ہے۔ اُن کو معمولی مت سمجھا جائے کیونکہ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے جن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہوگا پھر کیا وہ گمراہی کی طرف (نعوذ باللہ) جائیں گے؟ وہ دین قیم کو چھوڑ دیں گے؟ وہ کوئی ایسی بات کہیں گے جن سے دین پر الزام آئے؟ میں ایک مثال عرض کر رہا ہوں۔ (باقی آئندہ)

خط وکتابت

کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں اور جواب طلب امور کے لئے وابسی کارڈ لکھیں۔

مولانا جمیل احمد صاحب میواتی

عصمتِ سیدنا یوسف

علیٰ نبیّنا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

صاحبِ مضمون نے ذیل کی سطور میں رومانی انداز میں قصہ گوئی کرنے کی مذمت کی ہے وہ قصّے جو خلافِ شریعت نہیں اس سے مستثنٰی ہیں (نائب مدیر)

الحمد للّٰہ وحدہٗ ہ والصلوٰۃ والسّلام علیٰ من لا نبیّ بعدہٗ و لا رسول بعدہٗ و لا نبوت بعدہٗ ہ

سیّدنا حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر سیدالاوّلین والآخرین محبوب خدا خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جتنے بھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھیجے وہ بحیثیت نبی ہونے کے اور معصوم ہونے کے سب برابر ہیں۔ ہاں قربِ خداوندی میں بعض کو بعض پر فضیلت بخشی گئی ہے۔ یہ اس کا محض فضل ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر علیہم السلام میں یہ پانچ نفوس قدسیہ اولی العزم اور ممتاز مانے جاتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سب کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ وسلم۔

تمام ہی حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام صفت نبوّت اور معصوم ہونے کے اعتبار سے کامل، بکمّل بلکہ اکمل ہیں۔ یہ نہیں کہ کسی نبی کی عصمت میں کچاپن یا کمی رہ گئی ہو (معاذ اللہ) بلکہ پاکیزگی کے اعتبار سے سب برابر ہیں۔ فرق اگر ہے تو قربِ خداوندی میں درجات کے اعتبار سے ہے۔ خوب جان لو۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا کیا مطلب ہے؟ عصمت، دولتِ خداوندی ہے۔ معصوم ہونا فقط انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صفت خاص ہے۔ کسی بھی امتّی کو یہ صفت نصیب نہیں ہوئی۔ خواہ وہ عنداللہ کتنا ہی مقرّب ہو۔

معصوم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نبی کی ذات میں وہ مادّہ، پتّا وہ جُزء ہوتا ہی نہیں کہ جس کی وجہ سے گناہ، نافرمانی، معصیت کا مرتکب تو درکنار ارادہ و خیال تک بھی اس کے دل میں آ سکے۔ کسی بھی نبی کے پاک دل میں ایسا گندہ خیال آ ہی نہیں سکتا جو کسی چھوٹے سے چھوٹے گناہ سے متعلق ہو، نہ وہاں نفس کی شرارت کو دخل ہے اس لئے کہ ان کے نفوس مبارک تمام ہی آلائشوں اور گندگیوں سے یکسر پاک و صاف ہوتے ہیں بلکہ مطیع و منقاد ہوتے ہیں۔ رہا سوال شیطان کا، سو اس کے وساوس ڈالنے کی وہاں قطعاً گنجائش ہی نہیں ہوتی۔ خوب سمجھ لو خدا کی قسم یہ ہی حق ہے۔ نئے نئے مفسّروں کی عبارات آرائی سے دھوکہ مت کھاؤ۔ ورنہ ایمان کھو بیٹھیں گے!

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری نوّر اللہ مرقدہٗ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ "نبی پاک ہی آتے ہیں۔ جب تک دنیا میں رہتے ہیں پاک ہی رہتے ہیں اور جب دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں تو پاک ہی تشریف لے جاتے ہیں"۔ نیز ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ "کسی بھی نبی کی شان میں اگر کروڑویں حصّہ کے برابر بھی کوئی گستاخی کریگا تو کافر ہو جائے گا"۔ خواہ سہواً ہو خواہ عمداً ہو! اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں تمہارا یہ عذر کہ ہمیں دین کا علم پورا پورا حاصل نہ تھا ہرگز قابل قبول نہ ہوگا۔ دنیا ہی میں دیکھ لو۔ اگر کوئی شخص چوری یا کسی کو قتل کر دے اور حاکم یعنی قاضی، مجسٹریٹ کے روبرو یہ کہنے لگے کہ مجھے تو معلوم نہ تھا نہ میں نے آپ کے قانون کی کتاب پڑھی۔ جس سے پتہ چلتا کہ چوری کرنا یا قتل کرنا جرم ہے۔ لہٰذا مجھے چھوڑ دیا جائے اور سزا نہ دی جائے۔ کیا اس کا یہ عذر چل جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ بس اسی طرح احکم الحاکمین کے دربارِ عالیہ کا نقشہ بھی ذہن میں بٹھا لو۔ جان بوجھ کر نافرمانی کروگے۔ تب بھی پٹائی ہوگی۔ اور انجان پنے سے کروگے تب بھی جوتے پڑیں گے۔ فرق یہ ہوگا کہ پہلی صورت میں عذاب دوگنا ہوگا ایک نافرمانی کرنے کا دوسرے علم ہونے کے باوجود نافرمانی کرنے کی جسارت پر۔

حضرات انبیاء علیہم السّلام معصوم ہوتے ہیں۔ اور بعض اولیاء اللہ محفوظ ہوتے ہیں اب اگر شیطان تمہیں یہ دھوکہ دے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام ہی کو صفت عصمت سے نوازا جاتا ہے۔ لہٰذا کسی بھی امّتی کو معصوم خواہ وہ کتنے ہی بڑے درجہ کا ولی ہو نہیں کہہ سکتے تو کیا پھر اولیاء اللہ سے گناہ بھی ہوتے ہیں؟ (معاذ اللہ ہرگز نہیں۔

سنو! اوّل تو ان ظاہر پرست، خشک مزاج مردہ دل، اندھے اور اوندھے دل والے مفسّرین نام نہاد مولویوں سے نظریں ہٹا لو پھر بات کو سنو۔ انشاء اللہ تعالیٰ فرق واضح ہو جائے گا۔

جس طرح اللہ تعالےٰ جل شانہٗ حضرات انبیاء علیہم السلام کو صفّتِ عصمت سے نواز کر نافرمانی کے خیال کے آنے تک سے پاک فرما دیتے ہیں۔ اسی طرح غیر انبیاء یعنی وہ مقبول بندہ جو نبی تو نہ ہو اس کو اللہ تعالےٰ اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں۔ اگرچہ ان سے گناہوں، نافرمانیوں، معصیتوں کا صدور ممکن تو ہوتا ہے۔ اور ان چیزوں کا ارادہ و خیال بھی آ سکتا ہے۔ مگر حفاظت خداوندی ان کو بچائے رکھتی ہے۔ اور ایسی ناپاک حرکتوں کا صدور ان سے نہیں ہوتا۔ اسی طرح گندے خیالات سے حفاظت خداوندی ان کے قلوب کو ملوث ہونے سے بچائے رکھتی ہے۔

صورت کے اعتبار سے تو حضرات انبیاء علیہم السلام کا معصوم ہونا اور اولیاء اللہ کا محفوظ من الذنب ہونا ایک جیسا ہی معلوم ہوتا ہے مگر اس میں فرق ضرور ہے اگرچہ وہ سمجھے جانے کے اعتبار سے لطیف تر ہے۔

وہ یہ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام تو اس درجہ پاک، پوتّر ہوتے ہیں کہ وہاں خداوند قدوس کی نافرمانی کے کئے جانے کا جذبہ ہی سرے سے نہیں ہوتا اور حضرات اولیاء عظام میں اگرچہ وہ جذبہ جزء، پتّہ، خاصیّت و طاقت ہوتی ہے کہ جس سے گناہ سرزد ہو سکتا ہے، گندے خیالات و وساوس آ سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جلشانہٗ اس درجہ ان کی حفاظت فرماتے ہیں کہ ان سے ایسا ہوتا نہیں۔

اس سے پہلے کہ اولیاء عظام سے ایسا ہو نہیں سکتا۔ عقیدہ رکھیں یہ جب صحیح ہوگا جبکہ ہم پہلے ولی کے معنیٰ اور

اس کے صحیح یا غلط ہونے کو سمجھ لیں — اس لئے کہ خاص کر پنجاب اور سندھ میں لفظ ولی کی وہ گت بنائی گئی ہے کہ الامان والحفیظ — یہاں پر قبروں پر بھنگ گھوٹ کر پینے والے بھی ولی کہلاتے ہیں۔ گیروے رنگ کے کپڑے پہننے والے بھی ولی کہلاتے ہیں۔ ذرا لمبا کرتہ پہن لیا وہ بھی ولی ہے جس نے ذرا لٹوں کو بڑھا لیا وہ بھی ولی ہے۔ جس کے معتقد چار جاہل ہو گئے وہ بھی پیر و ولی ہے اگرچہ کھلم کھلا شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی کرتا ہو۔ فرائض عینیہ کا تارک ہو۔ رمضان شریف میں علی الاعلان حقہ پیتا ہو۔ شکل و صورت یہود و نصاریٰ کی سی ہو۔ خواہ حالتِ جُنب ہی میں دن رات گذرتے ہوں۔ مگر آپ اُن کے ولی ہونے میں ذرا شک نہ پائیں گے۔ اور اگر جبر سے نماز روزہ کا صورتاً عادی بھی ہو تو پھر تو ان کے قبلۂ عالم، قطب و غوث ہونے میں کسی کو کیا تردد ہو سکتا ہے؟ خواہ سر سے لے کر پاؤں تک زندگی کے تمام ہی شعبوں میں بدعات و خرافات میں گھرا ہو۔ دوستو! ایسے لوگوں کو ولی کہنا غلط ہے۔ یہ صورتاً تو پیر معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقتاً شیطان ہیں۔ جو امت مرحومہ کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔

ہماری مراد اولیائے عظام سے ایسے لوگ ہرگز نہیں ہیں بلکہ جو زندگی کے تمام شعبوں میں اتباع شریعت کو کامل طور پر لازم پکڑے ہوئے ہیں وہ مراد ہیں۔ ولی وہ ہے، پیر صادق وہ ہے جو متبع سنت ہے۔ جو جس درجہ کا متبع سنت ہوگا اسی درجہ کا پیر و ولی ہوگا۔ ایسے ہی لوگوں کی خداوند قدوس ظاہر و باطن سے حفاظت فرماتے ہیں۔ اور ایسے مقبول بندوں کی گناہوں سے حفاظت فرماتے ہیں۔

ولی کے معنی دوست، اولیاء اس کی جمع ہے۔ یعنی بہت سے دوست۔ ولی فقط وہ ہو سکتا ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے اور اگر بھول چوک سے کوئی غلطی، سستی، کوتاہی ہو جائے۔ تو فوراً توبہ کرے۔ بھلا جو آدمی بے پردہ غیر عورتوں سے گفتگو کرے خواہ وہ دین ہی کی ہو، ہاتھوں میں ہاتھ لے کر بیعت لے۔ اور غضب خدا کا ہاتھ پاؤں دبوائے اور دلیل یہ دے کہ اگر آج ہم ان عورتوں کو جو ہماری مریدنیاں ہیں نہ پہچانیں گے تو کل قیامت میں کیونکر ان کی سفارش کرینگے اور یہ کہ ہمارا نفس مر چکا ہے لہذا کوئی خطرہ نہیں۔ اور یہ کہ ڈاکٹر و حکیم تو نبض دیکھ سکتے ہیں ہم روحانی ڈاکٹر کیوں کر ان کے بشرہ منہ نہیں دیکھ سکتے۔ یہ تمام تر شیطانی باتیں ہیں خرافات ہیں۔ ہتھکنڈے ہیں عورتوں کو ورغلانے کے۔ خدا تعالٰے ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔

ان سب کا جواب یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو سب سے زیادہ پاک ظاہر کے اعتبار سے بھی اور باطن کے اعتبار سے بھی۔ نفس و طبیعت عالیہ کے اعتبار سے بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کے لئے بحیثیت روحانی باپ کے بھی ہیں۔ پوری امت میں جتنی عورتیں ہیں وہ بمنزلہ روحانی بیٹیوں کے ہیں۔ سوائے ازواج مطہرات رضی اللہ تعالٰی عنہن کے آپ روحانی معالج بھی ہیں۔ ان تمام صفات کے باوجود نہ آپؐ نے بیعت لیتے وقت کسی غیر بی بی کو ہاتھ سے چھُوا نہ بے پردہ دیکھا۔ تو یہ لوگ کیسے ان باتوں کو جائز قرار دے بیٹھے ہیں یہ تو نرا شیطانی دھوکہ ہے۔

بہرحال اس وقت موضوع بحث یہ نہیں ہے مراد تو اولیاء عظام کے صحیح معنی بتلانا اور ان کا محفوظ من الذنب ہونا بتلانا ہے۔ تاکہ جس سے عصمت و حفاظت میں فرق واضح ہو جائے۔

حدیث قدسی میں آتا ہے کہ بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کا ہاتھ، پاؤں آنکھ بن جاتا ہوں۔ اس کا (معاذ اللہ) یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالٰے ان کے اعضاء میں حلول کر جاتے ہیں۔ مراد یہ ہے نیک بندے اپنی تگ و دو اور کوشش سے اللہ تعالٰے کی اس درجہ فرمانبرداری کرتے ہیں کہ اس کے صلہ میں ادھر سے یہ انعام ملتا ہے کہ سراپا رضا خداوندی کے مظہر بن جاتے ہیں۔ ان کے اعضاء سے خداوند قدوس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں ہو پاتا — بس یہ ہی مطلب ہے کہ اولیاء اللہ نافرمانی سے پاک ہو جاتے ہیں

اہل پنجاب کی رنگیں بیانی

یہاں تک تو اولیاء کی حفاظت کے معنی سمجھانا مقصود تھا۔ جملہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا تذکرہ تھا اور یہ کہ کوئی رتی برابر بھی انبیاء کی عصمت میں شک کرے تو اس سے ایمان خارج ہو گیا۔ اب سیدنا حضرت یوسف علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معصوم ہونے کا ذکر کیا جائے گا۔ اور اس کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا جا رہا ہے کہ پنجاب میں خاص طور پر اور وہ بھی پنجابی زبان میں متعدد چھوٹے بڑے رسائل حضرت یوسف علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عزیز مصر کی بیوی کا تذکرہ "یوسف زلیخا" کے نام سے رومانی انداز پر لکھے گئے ہیں۔ جس طرح شیریں فرہاد، لیلیٰ مجنوں، سوہنی مہینوال وغیرہ کے عشقیہ قصے پنجابی نظم میں لکھے گئے ہیں۔ الامان والحفیظ۔ ان کم عقلوں کو یہ معلوم نہیں کہ سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام اللہ تعالٰے کے نبی ہیں اور ہر نبی معصوم ہوتا ہے۔ لہذا جس طرح دیگر حضرات انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں، پاک ہیں ٹھیک اُسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام بھی پاک و معصوم ہیں۔ ادب و احترام بجا لانے کے سلسلہ میں تمام ہی حضرات انبیاء علیہم السلام برابر ہیں۔ کسی ایک نبی کی توہین کرنا خواہ بقیہ دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کی عزت و توقیر کرتا ہو تب بھی وہ کافر ہے — نصاریٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے لہذا وہ کافر ہیں۔ اگرچہ وہ سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو مانتے ہوں۔ اور جس طرح یہود سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرتے ہیں اور وہ یہ کہ آپ کی والدہ حضرت مریم صدیقہ رضی اللہ تعالٰے عنہا پر تہمت لگاتے ہیں — نیز جناب رسول اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کو تسلیم نہیں کرتے تو کافر ہوئے۔ جس طرح آج بھی بعض جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آنے کو روا سمجھتے ہیں تو کافر ہیں۔ اسی طرح اگر سچا پکّا مسلمان ہو کر کسی ایک نبی کی بھی توہین کرے گا تو اسلام سے خارج ہو جائیگا۔

مَیں تو پہلے ہی حضرت لاہوری نوّر اللہ مرقدہٗ کا ارشاد نقل کر چکا ہوں کہ اگر کوئی کسی نبی کی کروڑویں حصے کے برابر توہین کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا جملہ اکابر مقدسین دیوبند کا یہ ہی عقیدہ ہے۔ تو پھر اندازہ لگائیے۔ یہ جو عاشق و معشوق، لیلیٰ مجنوں وغیرہ کے قصے مشہور ہیں اگر اسی طرز پر ہم حضرت یوسف علیہ السلام سے متعلق (یوسف زلیخا) کا قصہ پیش کریں گے تو لوگ یہ ہی سمجھیں گے کہ معاذ اللہ حضرت

یوسف علیہ السلام بھی زلیخا کے عشق میں مبتلا تھے۔ مبتلائے عشق ہونے کا تصوّر ہمارے ذہنوں میں کیا کیا فاسد خیالات کے آنے کا سبب ہوگا۔ کیا اس سے حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت باقی رہی۔ جب تمہارے پیش کردہ قصّہ سے عصمت پارہ پارہ ہو گئی تو تم پر کیا فتویٰ لگایا جائے۔ اے جاہلو! تم خود ہی اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر سوچو!

اور اس پر طرّہ یہ کہ گلی کوچوں میں پنجابی زبان کی نظموں میں پیش کردہ قصّہ "یوسف زلیخا" بڑا مزا لے لے کر پڑھا جاتا ہے۔ ٹھیک جس طرح لیلیٰ مجنوں، ہیر رانجھا کے قصّوں سے لوگ اپنی عشقیہ محفلوں کو زینت دیتے ہیں۔ جوان لڑکے لڑکیاں بالخصوص جو شادی ہونے کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہوں جب وہ "یوسف زلیخا" کے قصّوں کو پڑھیں گے یا سنیں گے تو کیا وہ "یوسف زلیخا" والے یوسف کو معاذ اللہ ایک نبی کی حیثیت دیتے ہوں گے۔

اے اہلِ پنجاب! کچھ ہوش کرو۔ اے پنجابی زبان کے شعراؤ! کچھ خیال کرو۔ تم نے کون سا نیک کام کیا ہے ذرا سوچو تو۔ تم نے امّت کو ایک نبی پاک کے متعلق کیا تصوّر پیش کیا ہے۔ تم ہی اس بے راہروی کے ذمہ دار ہو۔ بے وقوفو! اگر شہرت ہی حاصل کرنی تھی، عوام میں متعارف ہی ہوا چاہتے تھے۔ تو اور موضوع تھوڑے تھے۔ تم نے اللہ تعالےٰ کے نبی ہی کو لے ڈالا۔ ان شعراء میں سے جو زندہ ہیں ان سے عرض کرتا ہوں کہ توبہ کریں۔ ورنہ اتنے جوتے پڑیں گے کہ نانی یاد آ جائے گی جو مر گئے ہیں ان کو خدا کے حوالہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ناشران، کاتبوں کو بھی نیز جس طرح بھی کسی نے "یوسف زلیخا" والے قصّے کو رومانی رنگ دے کر پیش کرنے کے سلسلہ میں اس کی جو بھی کوشش رہی ہے سب ہی توبہ کریں۔

مَیں آپ سے ایمان سے پوچھتا ہوں۔ کہ آپ کے اس "یوسف زلیخا" کے قصّہ کو اس عشقیہ انداز میں پیش کرنے سے پڑھنے اور سننے والوں کے ذہنوں میں حضرت یوسف علیہ السلام کی عظمت بیٹھتی ہوگی؟

"نام نہاد مولویوں، رنگین بیان واعظوں، جاہل پیروں، بے حیا میراثیوں، بے غیرت قوّالوں، اور اندھے عوام" سے خداوند قدوس کے نام یہ استدعا ہے کہ روٹی کمانے کے اور بہت طریقے ہیں۔ اس قسم کے قصّوں کو سنانے سے روٹی تو تم کو مل جائے گی مگر آخرت ضرور خراب ہو کر رہے گی۔

آپ کو تعجب ہوگا یہ نام نہاد مولوی اور واعظ جو کورے جاہل ہوتے ہیں — دیہاتوں میں جا جا کر کوٹھوں پر چڑھ کر دورانِ وعظ میں لَے لگا لگا کر، مٹک مٹک کر جہاں ہیر رانجھا کے عشقیہ داستان کے اشعار سناتے ہیں وہ "یوسف زلیخا" کے عشقیہ داستان کے اشعار بھی سناتے ہیں۔ بتائیے جوان بہو بیٹیوں پر ان اشعار کا کیا اثر ہوتا ہوگا۔ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو نہ معلوم کیا سمجھتی ہوں گی۔

تمام دیندار دوستوں، ادیبوں، شاعروں، ناشروں، کاتبوں سے اپیل ہے اپنی اپنی استعدادوں، قوّتوں کو جو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں۔ اس قسم کی خرافات کو روکنے کے سلسلہ میں خرچ کریں حکومت کو اپنے حال پر چھوڑو جو عائلی قانون بنا کر سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی خلاف ورزی کر سکتی ہے وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت کی حفاظت کے سلسلہ میں کیا قدم اٹھا سکتی ہے؟

سو بھائیو! حکومت سے ایسے کاموں کی توقع رکھنا عبث ہے تم جتنا کر سکتے ہو کرو۔ دوسرے یہ بھی ہے کہ حکومت تھوڑا ہی تم کو ایسے واہیات طریقہ سے ایک نبی پاک کے تذکرہ کو پیش کرنے پر مجبور کرتی ہے جس طرح تم نے خود "یوسف زلیخا کا قصّہ بنایا ہوا ہے۔ لہٰذا تم بھی مجرم۔

افسوس ہے آج تک سب ہی عنوانات پر تھوڑا بہت لکھا گیا ہے۔ مگر سیدنا حضرت یوسف علیٰ نبیّنا علیہ السلام کے اس بارے میں جو داستان یوسف زلیخا کے نام سے مشہور ہے بہت کم لکھا گیا ہے۔ حالانکہ قرآن و حدیث سے اس قسم کی رنگین داستان کا ثبوت نہیں ملتا جس سے ایک نبی پاک کی ذاتِ عالیہ ملوث ہوتی ہے۔ زیادہ کیا عرض کروں۔ ہر شخص اپنے اپنے طور پر ایسی خرافات کی مخالفت کرنے کو لازم پکڑے۔ عند اللہ اجر و ثواب کا باعث ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

قطعۂ تاریخ

محمد نور الحسن راشد معرفت الحاج مولانا مفتی محمد افتخار الحسن کاندھلہ

یک بیک ہو جائے گا گل دین و ملّت کا چراغ
تھا کسے معلوم اور کس کو یہ آتا تھا یقیں

اختلاجِ قلب نے مہلت نہ کچھ جینے کو دی
موت کی اٹھی گھٹا اور چھپ گیا ماہِ جبیں

کون دنیا میں رہا ہے کس کو رہنا ہے یہاں
سارا عالم ہو رہا ہے آج کیوں اندوہگیں

سوگوارو غم کے مارو آؤ یہ مژدہ سنو
ہاتفِ غیبی نے دی ہے یہ صدائے دلنشیں

بولا رضواں اے فرشتو خیر مقدم کے لئے
جاؤ یوسف ہو گئے ہیں راہیٔ خلدِ بریں

۱۳۸۴ھ

تاریخِ وصالِ ولی — غم کے بعد دورِ راحت

۱۳۸۴ھ ۱۹۶۵ء

بقیہ - خطبہ جمعہ

دوست، دوست، ہمسایہ ہمسایہ کے رشتے تھے کہ امتی اور رسول ؐ کا رشتہ بھی ایک مخلوق کا دوسری مخلوق کے ساتھ قائم ہو سکتا ہے - اسی طرح ان رشتوں میں تعدّد کی بھی گنجائش ہے - لیکن عبدیت اور معبودیت کا وہ تعلق ہے جو نہ باہمی مخلوق میں ایک دوسرے کے ساتھ قائم ہو سکتا ہے اور نہ اس میں اثنینیۃ کی گنجائش ہے - وہ صرف مخلوق اور اس کے خالق کے درمیان قائم ہے - اس رشتہ کو صرف سمجھانا نہیں ہے - بلکہ اس کے ایک ایک طرز ادا سے ہم کو رنگین بنانا بھی ہے - اگر اس رشتہ کا تجزیہ کرو تو جو اس کے بڑے عنصر نظر آئیں گے وہ صرف دو ہیں - اطاعت محبت - ہر غلام کا فرض ہے کہ وہ اپنے مولا کے سامنے ہمہ تن اطاعت ہو مگر وہ اطاعت نہیں جو ذوق محبت سے خالی ہو - اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے مولیٰ سے محبت کرے مگر وہ محبت نہیں جس میں سرِمو خلاف کی گنجائش باقی ہو - یہ دونوں فرائض بڑی حد تک بندوں کے ساتھ بھی مشترک ہیں - شریعت چاہتی ہے کہ اُن مشترک فرائض کے درمیان ایک ایسا خطِ فاصل کھینچ دے جس کے بعد دونوں کی حدود میں کوئی اشتراک باقی نہ رہے - اسی کا نام عبادت ہے - دُشواری یہ ہے کہ انسان فطرتًا داغ عبدیت برداشت نہیں کرتا اس لئے اس کے سامنے ایک ایسا آئین رکھا گیا ہے - جسے وہ سمجھے پھر اس پر عمل پیرا ہو کر اس منزل تک پہنچ جائے - جہاں یہ داغ عبدیت تاج خلافت کا سب سے بڑا آبدار موتی نظر آنے لگتا ہے - اس لئے اسے صرف سمجھایا نہیں گیا بلکہ عملی طور پر بھی ایسی ٹریننگ دی گئی جس کے اثر سے تدریجًا اس کی فطرت اطاعت و محبت کی خوگر ہوتی چلی جائے - سب سے پہلے مولائے حقیقی نے اپنے ایسے ایسے خوبصورت نام بتائے جن میں حسن و خوبی کا جلوہ بھی ہے - اور حکومت و سلطنت کا دبدبہ بھی اور ہمیں حکم دیا کہ ہم ان ناموں سے اسے پکارا کریں - اس کا نتیجہ نفسیاتی طور پر یہ ہونا چاہیے - کہ اس کے حسن و جمال کا بے کیف و بے مثال نقش ہمارے دل پر جمتا چلا جائے - اسی کے ساتھ اس کی بے پناہ قدرت و طاقت کا تسلط بھی قلب پر چھاتا چلا جائے - اور ان اسماء کے لحاظ سے عبادات میں یہ تقسیم کر دی کہ کچھ عبادتیں تو وہ رکھیں جو اس کی حکومت کا سکہ دل پر قائم کریں اور کچھ وہ جو اس کا جذبۂ محبت بھڑکائیں اب اگر ذرا تم غور کرو گے تو اسلام کی عبادت میں نماز و زکوٰۃ تمہیں پہلی قسم میں نظر آئیں گی اور روزہ و حج دوسری قسم میں - نماز و زکوٰۃ میں تمامتر بارگاہ سلطنت و حکومت کا ظہور ہے -

اور روزہ و حج میں سرتا سر محبوبیت و جمال کا جلوہ ہے - نماز کیا ہے حاضری کے ایک عام نوٹس کے بعد لباس و جسم کی صفائی - اس کے بعد کورٹ کی حاضری کے لئے تیاری، وکیل کا انتخاب، پھر کورٹ میں پہنچ کر دست بستہ باادب قیام، دائیں بائیں دیکھنے، بات چیت کرنے، کھانے پینے حتیٰ کہ بلا وجہ کھانسنے اور نظریں ہٹانے تک کی ممانعت، آخر میں بذریعہ وکیل درخواست پیش کرنا - پھر باادب سلام کر کے رخصت ہو جانا ——— زکوٰۃ پر غور کیجئے تو اس میں بھی غلام کی طرح اپنی کمائی دوسرے کے حوالے کر دینا - سرکاری ٹیکس وصول کرنے والے آئیں تو ان کو راضی کر کے واپس کرنا اور جو وہ لینا چاہیں بے چون و چرا اُن کے سپرد کر دینا -

اب سوچو کہ اگر پانچ وقت اس طرح حاضری اور اتنی جبہ سائی کی تا بعمر ٹریننگ حاصل کی جائے پھر سال بھر میں اپنا کمایا ہوا مال ایسی خاموشی اور بیچارگی سے سپرد کیا جائے تو کیا اس ذات کے ملکوت و جبروت کا نقش دل پر قائم نہیں ہو گا - جس کے پُر شوکت اسماء پکارتے پکارتے اور یہ عاجزانہ عبادتیں کرتے کرتے عمر بسر ہو گئی ہے - دوسری طرف غور کرو تو محبت کا پہلا اثر کم خفتن، کم گفتن کم خوردن ہی ہوتا ہے - اس لئے اگر پہلے ہی قدم میں یہاں کوئی عاشق نہیں ہے تو یہ فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ جمیل مطلق کی محبت کی عاشقانہ ادائیں ہی اختیار کرے - کھانا پینا ترک کرے - راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اپنی نیند خراب کرے - اور ایک جگہ جمع ہو کر اُس کلام کی ایک معقول مقدار سُنا کرے جسے سن کر مُردہ روحیں بھی تڑپنے لگتی ہیں - اگر ایک ماہ کی اس ٹریننگ سے اس کے رنگ ڈھنگ، طور طریق میں کچھ عاشقانہ انداز پیدا ہو گیا ہے تو اب اس کو دوسرا قدم اٹھانا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ جب کھانے، پینے، سونے، جاگنے اور دنیا کے دوسرے لذائذ میں اُس کے لئے کوئی لذت نہیں رہی تو اس کو اب کوئے یار کی ہوا کھانا چاہیئے - یہاں زیب و زینت، تزک و احتشام درکار نہیں بلکہ سرتا سر ذلّ و افتقار، ہمہ تن عجز و انکسار، شکستہ حال و اشکبار، برہنہ پا و جاں نثار، غرضیکہ سرتا پا دیوانہ وار بن کر چلنا مقصود ہے یہی احرام کا خلاصہ ہے - پھر لق و دق میدانوں کی صحرا نوردی اور لیلائے حقیقت کے سامنے چیخ و پکار یہی تلبیہ اور میدان عرفات کا قیام ہے - اس کے بعد ایک ایسے گھر کے سامنے حاضری ہوتی ہے جس کا مکین کوئی نہیں مگر یوں معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے حسن و جمال کی کرنیں اُس کے ہر ہر پتھر سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہیں اور دلہائے عشاق کو پاش پاش کئے دیتی ہیں - ایسے دلکش نظارہ کے موقعہ پر بے ساختہ وہی فرض ادا کرنا پڑتا ہے جو مجنوں نے دیارِ لیلیٰ کو دیکھ کر ادا کیا تھا - اسی کا نام طواف ہے - شاید صوم و حج کے اسی ربط کی وجہ سے ماہِ رمضان کے بعد ہی حج کے ایّام شروع ہو جاتے ہیں - اگر جذبۂ محبّت اس سے بھی آگے ترقی کر جائے تو آخری منزل جہاد ہے - یہ عشق و محبت کی وہ آخری منزل ہے جہاں پہنچ کر محبِ صادق و مدعیٔ کاذب نکھر جاتے ہیں -

قرآن حکیم میں جہاد کی ایک حکمت یہ بھی بتائی گئی ہے - اس میدان سے جو بھاگا وہ اس لائق نہیں سمجھا جاتا کہ پھر خدا و رسول ؐ کی محبت کا دم بھر سکے اور جس نے ذرا کوئی کمزوری دکھائی اس پر پھر بے وفائی کا دھبّہ لگے بغیر نہیں رہتا - اس میدان کا مرد صرف وہ ہے جو اپنی موت کو اپنی زیست پر ترجیح دیتا نظر آئے - دشمن کی تلوار کی چمک اس کو اتنی محبوب ہو جائے کہ سو جان سے اُسے گلے لگانے کی آرزو ہو اور وہ بڑے جذبہ کے ساتھ یہ کہتا ہوا خدا کی راہ میں قربان ہو جائے ؎

عمریست کہ آوازۂ منصور کہن شد
من از سرِ نو جلوہ دہم دار و رسن را

یہ وہ عاشق صادق ہے کہ جب اس طرح پروانہ وار اپنی جان دے دیتا ہے

تو قرآن کریم کو اُسے ... مردہ کہتے پر غیرت آتی ہے ۔ وہ اعلان کرتا ہے کہ وہ زندہ ہے اگرچہ تمہیں اُس کی زندگی اور اُس زندگی کے مقام بلند کا شعور نہیں ۔

(ترجمان السنۃ)

حاصل

اس سارے بیان کا یہ نکلا کہ جہاد راہِ حق میں عشق و محبت کی آخری منزل ہے اور دوسری عبادات اس تک پہنچنے کا ذریعہ یا عملی ٹریننگ ہیں ۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو جذبۂ جہاد سے سرشار کرے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین !

لاہور میں ادارہ نصرت الاسلام کا قیام

یکم ربیع الاوّل ۱۳۸۵ھ کو ۱۴۱ ۔ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور میں ادارہ نصرت الاسلام کا قیام عمل میں آیا ہے ۔

اس ادارہ کے سرپرست حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری منتخب ہوئے ہیں ۔ اس ادارہ کے قیام کا مقصد ہر ماہ ایک تبلیغی پمفلٹ شائع کر کے مفت تقسیم کرنا ہے چنانچہ دو پمفلٹ ارکان اسلام اور قرآن اور مناقب حضرت امیر معاویہؓ شائع کر کے تقسیم کئے جا چکے ہیں ۔ جو حضرات اس ادارہ کی مستقل سرپرستی قبول کرنا چاہیں دو روپے سالانہ چندہ ارسال کر کے اپنا نام و پتہ رجسٹر میں درج کرا لیں ۔ انشاء اللہ ہر ماہ گھر بیٹھے ان کو ایک تبلیغی پمفلٹ مفت مل جایا کریگا ۔

ناظم ادارۂ نصرت الاسلام ۱۴۱ ۔ بی ۔ شاہ عالم ۔ لاہور

ضروری اعلان

ایک فارغ التحصیل قاری حافظ قرآن کے لئے موزوں جگہ درکار ہے ضرورتمند مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں ۔

قاری محمد صدیق معرفت ہفت روزہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

حافظ نور محمد انورؔ

نام کتاب : حجّتِ شرعیہ

صفحات : ۲۴۰ ۔ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ کاغذ نیوز

ملنے کے پتے : مکتبہ تبصرہ بیرون دہلی دروازہ لاہور

مکتبۂ تحفظ ختم نبوّت ملتان

یہ کتاب آج سے تقریباً تیس برس پہلے "علمائے ربانی کے بیانات" کے عنوان سے ریاست بہاولپور میں شائع ہوئی تھی ۔ اب مکتبہ تحفظ ختم نبوت کی مساعی سے مکتبہ تبصرہ کے زیر اہتمام دوبارہ شائع ہوئی ہے ۔

اس کتاب میں مسمّی عبدالرزاق اور اس کی زوجہ مساۃ غلام عائشہ کے دعویٔ فسخ نکاح کے فیصلہ پر علمائے ربانی کے بیانات درج ہیں ۔

واقعہ یوں ہے کہ ریاست بہاولپور کا ایک شخص عبدالرحمٰن مرزائی ہو کر مرتد ہو گیا تھا اور اس کی بیوی نے عدالت میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کر دیا ۔ اور مقدمے کا فیصلہ مدعیہ کے حق میں صادر ہوا ۔ اس فیصلے پر حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ ۔ حضرت علامہ غلام محمد گھوٹویؒ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی ، حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ چاندپوریؒ حضرت مولانا محمد نجم الدینؒ اور مناظرِ اسلام حضرت مولانا محمد حسینؒ داماد حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ کے بیانات پوری تفصیل سے درج ہیں ۔

ان بیانات میں از روئے شریعت یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جو مسلمان مرزائی مذہب اختیار کر لیتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کا سابقہ نکاح فسخ ہو جاتا ہے ۔ ہر بیان کا عنوان الگ الگ دیا گیا ہے اور ہر بیان کے ابتداء میں مختصر کیفیت بھی درج کر دی گئی ہے ۔ کتاب کے آخر میں ان تمام فتووں کو بھی شامل کر لیا گیا ہے جو مدعیہ کی طرف سے عدالت ہائے بہاولپور میں پیش ہوئے ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ملک میں مرزائیت کی تخریبی سرگرمیاں روزافزوں بڑھتی جا رہی ہیں ۔ اور پاکستان کے علاوہ غیر ممالک میں بھی لٹریچر کے ذریعے یہ فتنہ اپنے کل پرزے نکال رہا ہے ۔ اس کے برعکس مسلمان ہیں کہ خواب غفلت میں مدہوش پڑے ہیں ۔ جس کا جی چاہتا ہے سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دامِ فریب میں پھنسا لیتا ہے ۔ ملک میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا وجود باعث رحمت ہے کیونکہ ختم نبوّت کے مبلّغین ان کی تخریبی اور جارحانہ سرگرمیوں کا آئے دن سدِباب کرتے رہتے ہیں مگر یہ فریضہ صرف مجلس تحفظ ختم نبوّت کے مبلّغین پر عائد نہیں ہوتا بلکہ ہر تعلیم یافتہ مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اپنے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کو ان کے ہتھکنڈوں سے بچائیں اور اس فتنہ کے نتائج و عواقب سے اپنے بھائیوں کو آگاہ کریں ۔

سراپائے نبوّت

صفحہ ۱ پر نظم بعنوان سراپائے نبوّت کسی گذشتہ شمارہ میں بھی شائع ہو چکی ہے مگر اس میں کچھ کتابت کی غلطیاں رہ گئی تھیں اس لئے اب دوبارہ شائع کی گئی ہے

(ادارہ)

اطلاعات و اعلانات

موت العالم موت العالم

قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ عالم دین ایک ایک کرکے اٹھا لئے جائیں گے اب جوں جوں قیامت قریب ہوتی چلی آرہی ہے عالم دین ایک ایک کرکے اٹھتے جا رہے ہیں - ابھی حضرت مولانا محمد یوسف تبلیغی جماعت کے داغ مفارقت سے سنبھلنے نہ پائے تھے کہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ کو ایک بہت بڑے باعمل عالم دین بزرگ حضرت مولانا حکیم احمد حسن صاحب جو کہ بستی سحر تحصیل میلسی ضلع ملتان کے رہنے والے تھے کا انتقال ہوگیا - انا للہ وانا الیہ راجعون - مرحوم بہت بڑے عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ماہر حکیم بھی تھے آپ نے علم دین کی کافی خدمت کی اور اپنی زیر نگرانی ایک مدرسہ قائم کیا جو کہ عرصہ دراز سے تشنگان علم دین کی پیاس بجھا رہا ہے اور مولانا خیر محمد صاحب کی زیر نگرانی چل رہا ہے - دعا ہے کہ اللہ تعالے مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں

(منظور احمد مدرس)

جلسہ سیرت النبیؐ

مورخہ ۱۲، ۱۳ ستمبر بروز اتوار، سوموار بستی کبیر والا تھانہ خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ میں دو روزہ جلسہ سیرت النبیؐ منعقد ہو رہا ہے جس میں مولانا قائم الدین صاحب اور مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب خطاب فرمائیں گے

مدرسۃ العلوم الشرعیہ جھنگ صدر

کا

سالانہ جلسہ

بتاریخ ۳۰ ستمبر تا ۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء بروز جمعرات جمعہ ہفتہ منعقد ہو رہا ہے جس میں علمائے ربانی تشریف لا رہے ہیں - جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں :-

● جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد عبید اللہ صاحب انور ● حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی ● حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی ● حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ● حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صاحب صفدر گوجرانوالہ ● حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب دینپوری ● حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب فاضل رشیدی ● حضرت مولانا قاضی عبد اللطیف صاحب جہلم ● حضرت مولانا قاری محمد عبد الشکور صاحب ترمذی ساہیوال ● نعت خواں جناب محمد بخش صاحب چشتی جھنگ -

سید صادق حسین مہتمم مدرسہ ہذا

مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ڈیرہ غازیخاں

کا

سالانہ اجلاس

مدرسہ عربیہ قاسم العلوم کا چار روزہ سالانہ جلسہ مورخہ ۸، ۹، ۱۰، ۱۱ اکتوبر مطابق ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵ جمادی الآخر کو کمپنی باغ میں ہوگا - جس میں ملک کے تیس علماء کرام شرکت فرما رہے ہیں -

غلام محمد مہتمم مدرسہ قاسم العلوم ڈیرہ غازیخان

بقیہ : احادیث الرسولؐ

وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں جمع ہوتی کوئی جماعت اللہ تعالے کے گھروں میں سے کسی گھر میں کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن کریم) کی تلاوت کرتے ہوں - اور اس کا آپس میں درس دیتے ہوں - مگر یہ کہ ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور ان کو رحمت ڈھانک لیتی ہے اور فرشتے ان پر اپنے پروں سے سایہ کرتے ہیں اور اللہ ان کا ان شخصوں میں ذکر کرتا ہے - جو اس کے قریب ہیں -

خدام الدین میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

بچوں کا صفحہ

جنگِ بدر کے دو ننھے مجاہد

معوذؓ و معاذؓ

جنہوں نے اسلام کے سب سے بڑے دشمن اور لشکر کفار کے سالارِ اعظم ابوجہل کو جہنم رسید کر کے اپنی شجاعت کی مثال قائم کر دی

شوکت علی ابن عبید اللہ - فیروز سٹریٹ ۱۸ - فاروق گنج لاہور

اللہ اللہ، قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں میں کس قدر جوشِ جہاد اور شوقِ شہادت کا ولولہ تھا۔ بڑوں کے دلوں میں تو کیا بچوں کے دلوں میں بھی جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت سرایت کئے ہوئے تھا۔ جنگِ بدر کے تین سو تیرہ مجاہدین میں ان دو کمسن بچوں کا بھی ذکر آتا ہے۔ جن میں ایک کا نام معوذؓ اور دوسرے کا نام معاذؓ تھا۔ اور رشتے میں یہ دونوں بھائی تھے۔

ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے لئے بھرتی کا اہتمام فرما رہے تھے۔ اور مسلمان صف بہ صف کھڑے تھے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نوجوانوں کا انتخاب فرما رہے تھے۔ جب ان دونوں بھائیوں کو پتہ چلا تو فوراً دوڑتے ہوئے آئے اور صفوں میں ایڑیاں اونچی کر کے کھڑے ہو گئے تاکہ دوسرے نوجوانوں کے قد کے برابر قد نظر آئے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب ان بچوں کے پاس آئے۔ تو فرمایا۔ بچو! تم ابھی جنگ میں جانے کے قابل نہیں ہو۔ جاؤ اپنے ماں باپ کی خدمت کرو۔ جب جوان ہو جاؤ گے تو تمہیں بھی بھرتی کر لیا جائے گا۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو سن کر دونوں بھائیوں نے کہا۔

"اے سرتاجِ الانبیاءؐ! یہ ٹھیک ہے کہ ہم عمر میں ابھی چھوٹے ہیں۔ مگر حضورؐ ہم کو جوشِ جہاد اور شوقِ شہادت یہاں کھینچ کر لایا ہے۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ اسلام پر کٹ مریں۔ یہی ہماری آرزو اور یہی ہماری حسرت ہے ہم یہاں سے لوٹ کر نہیں جائیں گے ضرور ہمیں بھی شامل کر لیجئے۔"

ان کے بے حد اصرار پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے کو بھرتی کر لیا مگر چھوٹے کو فرمایا تم واپس چلے جاؤ مگر چھوٹا بھی بضد رہا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ اچھا تم دونوں آپس میں کشتی لڑو۔ اگر تم نے اپنے بڑے بھائی کو گرا دیا تو تم کو بھی شامل کر لیا جائے گا۔ یہ شرط چھوٹے نے مان لی اور کشتی شروع ہو گئی چپکے سے چھوٹے نے بڑے بھائی کے کان میں کہا۔ تم کو تو آنحضرتؐ نے منظور فرما لیا ہے اگر دانستہ تم گر جاؤ تو تمہاری مہربانی ہو گی۔ اور پھر میں بھی تمہارے ساتھ شامل ہو جاؤں گا۔ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کی یہ بات مان لی اور فوراً ایک پلٹا کھا کر گر گیا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ چھوٹے نے بڑے کو پچھاڑ دیا ہے تو چھوٹے کو بھی جنگ میں جانے کی اجازت دے دی۔ دونوں بھائی بہت خوش ہوئے۔

کسے کیا خبر تھی کہ یہ دو ننھے مجاہد میدان میں جا کر اسلام کے سب سے بڑے دشمن ابوجہل کو ہلاک کر کے دونوں لشکروں کو حیران و ششدر کر دیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جنگ بدر کی تیاری کا حکم فرمایا تو یہ دونوں کمسن مجاہد بھی میدان میں آ گئے اور کھڑے ہو کر میدانِ کارزار کا جائزہ لیتے رہے۔ اچانک ان کی نظر کفار کے ایک سالار پر پڑی جو اپنے لشکر کو آگے بڑھنے کی ترغیب دے رہا تھا۔ ان ننھے مجاہدوں نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے اس سالار کا نام دریافت کیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے فرمایا اس کا نام ابوجہل ہے اور یہ اسلام کا سب سے بڑا دشمن ہے اور تمہارا ان تک پہنچنا بڑا مشکل کام ہے ان بچوں نے کہا۔ چچا جان! ہم اپنی جان کی بازی لگا دیں گے مگر اس کو اسلام دشمنی کا مزا ضرور چکھائیں گے۔ ہم یہی ارادہ کر کے گھر سے نکلے ہیں۔ یا تو خود مر جائیں گے یا اس ملعون کو مار کر جہنم میں پہنچائیں گے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی نشاندہی پر دونوں بھائی شیر کی طرح ابوجہل ملعون کے سر پر جا پہنچے اور پے در پے وار کر کے اس مغرور و سرکش کو گھوڑے سے نیچے گرا دیا۔ اوپر سے ایک اور کاری وار کر کے اس ملعون کو وہیں ڈھیر کر دیا۔ تھوڑی دیر یہ متکبر خاک و خون میں تڑپ تڑپ کر جہنم میں پہنچ گیا۔

جب کفار نے دیکھا کہ ہمارا سردار دو کمسن بچوں کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا ہے حسرت و ندامت سے ان کی آنکھیں جھک گئیں۔ اور جوش میں آ کر بھرپور حملہ کر دیا۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے معاذؓ کے بازو پر ایسا وار کیا کہ بازو کٹ گیا۔ اور معوذؓ کو شہادت کا مرتبہ نصیب ہوا۔ معاذؓ حضرت عثمانؓ کے زمانہ تک زندہ رہے۔

جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کرامؓ نے ان ننھے مجاہدوں کا مجاہدانہ کارنامہ دیکھا تو سب کا دل باغ باغ ہو گیا۔ ہر طرف فضا نعرۂ تکبیر سے گونج اٹھی۔ حق نے مسلمانوں کو فتح عظیم عطا فرمائی اور کفار کو شکستِ فاش نصیب ہوئی۔

پیارے بچو! تم بھی اپنے اندر مجاہدانہ زندگی گذارنے کا جوش و خروش پیدا کرو۔ دیکھا جنگِ بدر کے دو ننھے مجاہدوں نے کتنا عظیم الشان کارنامہ دکھایا۔ شوقِ شہادت اور ذوقِ جہاد کا جذبہ انہیں بدر کے میدان میں لے آیا اور ان کے ہاتھوں ابوجہل ملعون ہلاک ہو کر جہنم میں پہنچا۔ تم بھی اگر اپنے اندر جہاد فی سبیل اللہ کا جذبہ پیدا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری بھی مدد فرمائینگے۔ اور ہر قدم پر کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔

شوقِ جہاد کے ساتھ ساتھ والدین کی بھی فرمانبرداری کرو۔ نماز پنجگانہ ادا کرو، بری سوسائیٹیوں میں بیٹھنا اٹھنا چھوڑ دو۔ ہر وقت دل میں نیک خیال نیک جذبات رکھو، تاکہ خدا اور خدا کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر راضی ہو جائیں اور دنیا میں تمہارے نام کے ساتھ تمہارے باپ دادا کا نام بھی روشن ہو جائے۔

۲۰

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵
چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۹۲۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱-۲ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۶۷-۲-۹ DD مورخہ ۲۴- اگست ۱۹۶۴ء

مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا